دین حنیف کا ترجمان

ماہنامہ سیدھا راستہ لاہور

(جلد نمبر ۷ شمارہ نمبر ۵) شعبان المعظم ۱۴۲۷ھ ستمبر ۲۰۰۶ء

فہرست

۱۔ نعت شریف	۲
۲۔ اداریہ۔	۳
۳۔ تفسیر یوسفی۔	۴
۴۔ شعبان المعظم۔	۸
۵۔ بخاری شریف پڑھیے۔	۱۴
۶۔ رمضان المبارک کے فضائل ومسائل۔	۱۷
۷۔ نوافل۔	۲۱
۸۔ علامہ پیر غلام رسول قادری قدس سرہ العزیز۔	۲۹
۹۔ سوالات وجوابات۔	۳۴
۱۰۔ جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور میں یوم آزادی کی تقریب	۳۶

بیادگار:

عالم یلمعی فاضل لوذعی

پیر طریقت قطب جلی امین علم لدنی حضرت علامہ

حاجی محمد یوسف علی نگینہ سرکار قدس سرہ العزیز

بظل عنایت

مجمع انور نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ حاجی محمد اللہ دتہ یوسفی

مجمع انور نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ منیر احمد یوسفی

مجمع انور نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی

مجمع انور نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ پیلے گوجراں شریف تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد

مدیر اعلیٰ
منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

مینیجنگ ایڈیٹر
رشید احمد جنجوعہ ایم۔اے۔ایل۔ایل۔بی

مدیر معاون
صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی

سرکولیشن کنٹرولر
شیخ فہد احمد یوسفی

زیر انتظام

صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی | صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی

مسلسل اشاعت کا سترہواں سال

قیمت فی شمارہ	25
الجزائر، ایران، ترکی، عراق	1500
عرب امارات وسعودی عرب	1500
انگلینڈ	1500
کینیڈا، امریکہ	2000
پاکستان	250

ویب سائٹ: www.seedharastah.com

ای میل ایڈریس: info@seedharastah.com

www.seedharastah.com

مناجات

ازقلم: محمد یونس مالیگ

واسطہ تیرے کرم کا اے کریم
رحم کر بندوں پر اپنے اے رحیم

مصطفیٰ محبوب مطلق کے لئے
یا خدا عصیاں ہمارے بخش دے

کر ہمیں صدیق کا صدقہ عطا
مرحمت فرما ہمیں صدق وصفا

اور عمر فاروق عادل کے لئے
عدل کی توفیق یارب ہم کو دے

بہر عثماں صاحب حلم وحیا
یا الٰہی ہم کو دے شرم وحیا

از پئے حضرت علی المرتضیٰ
ہم پہ ہو فیضان باب علم کا

از پئے حسنین مردان رضا
کوئی غم ہم کو نہ ہو دارین کا

از طفیل فاطمہ خیرُ النساء
خیر کی توفیق ہم کو دے خدا

جملہ اصحاب پیمبر کے لئے
اِتّباعِ مصطفیٰ کا شوق دے

یا الٰہی! بہر اَولادِ رسول
یہ دُعا ہم عاصیوں کی کر قبول

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

ازقلم: مولانا امام احمد رضا خاں رحمہ اللہ تعالیٰ

وہ کمالِ حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دُور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

دو جہاں کی بہتریاں نہیں کہ امانیٔ دل وجاں نہیں
کہو کیا ہے وہ جو یہاں نہیں مگر اک نہیں کہ وہ ہاں نہیں

میں نثار تیرے کلام پر ملی یوں تو کس کو زباں نہیں
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیاں ہے جس کا بیاں نہیں

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آکے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

کرے کہ مصطفیٰ کی اہانتیں کھلے کھلے بندوں اس پہ یہ جرأتیں
کہ میں کیا نہیں ہوں محمدی ارے ہاں نہیں ارے ہاں نہیں

ترے آگے یوں ہے دبے لچے فُصحاء عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زباں نہیں نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

وہ شرف کہ قطع ہیں نسبتیں وہ کرم کہ سب سے قریب ہیں
کوئی کہہ دو یاس وامید سے وہ کہیں نہیں وہ کہاں نہیں

یہ نہیں کہ خلد نہ ہو نکو وہ نکوئی کی بھی ہے آبرو
مگر اے مدینہ کی آرزو جسے چاہے تو وہ سماں نہیں

وہی لامکاں کے مکیں ہوئے وہی سرِ عرش تخت نشیں ہوئے
وہ نبی ہے جس کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں

کرو مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں میری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارۂ ناں نہیں

اداریہ

محسنِ پاکستان

پچھلے دنوں اخبارات میں ایک نہایت روح فرسا خبر شائع ہوئی کہ ایٹم بم کے خالق ڈاکٹر قدیر خان کینسر کے موذی مرض میں مبتلا ہیں۔ چونکہ پاکستانی عوام ڈاکٹر قدیر خان سے والہانہ محبت رکھتے ہیں لہٰذا ہر طبقہ فکر کے لوگوں نے اس پر نہایت تشویش کا اظہار کیا اور بعض حلقوں میں حکومت کے بارے اس تاثر کو بھی تقویت ملی کہ ڈاکٹر صاحب کو ''سلو پوائزننگ'' سے ہلاک کیا جا رہا ہے۔ اگرچہ حکومت نے کہا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کو بہتر طبی سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں لیکن عوام حکومت کی یقین دہانی کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔

ڈاکٹر قدیر خان کی شخصیت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ یہ وہ عظیم انسان ہے جس نے ہالینڈ میں پر تعیش زندگی ترک کر کے نہایت نامساعد حالات میں پاکستان کے ایٹمی پروگرام کو پروان چڑھایا اور ملک کو ایک ایٹمی قوت کے طور پر متعارف کرایا۔ بس یہی ڈاکٹر صاحب کا جرم ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے کوئی جرم نہیں کیا اور اس جرم کی پاداش میں امریکی اخبار واشنگٹن پوسٹ کے مطابق ڈاکٹر قدیر خان کو امریکی دباؤ پر برخاست کر کے نظر بند کر دیا۔

چونکہ یہود و ہنود کو ایک مسلمان ملک کا ایٹمی قوت ہونا قبول نہیں لہٰذا وہ ہر طریقہ سے اس کو سبوتاژ کرنے کے درپہ ہیں۔ جس طرح آج تک بھارت نے پاکستان کو دل سے تسلیم نہیں کیا اِسی طرح یہود و نصاریٰ کو پاکستان کا ایٹمی دھماکہ ہضم نہیں ہو رہا بلکہ یہ اُن کے گلے میں ہڈی بن گیا ہے۔ اس لئے امریکہ شروع دن سے ہی ہاتھ دھو کر ڈاکٹر قدیر خان کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ کبھی اُن پر الزام لگایا جاتا ہے کہ انہوں نے شمالی کوریا، لیبیا اور ایران کو ایٹمی ٹیکنالوجی منتقل کر کے امن عالم کو خطرہ لاحق کر دیا ہے اور کبھی ۱۱ ستمبر کے واقعہ کی کڑیاں ڈاکٹر صاحب کے ساتھ منسوب کی جاتی ہیں۔ کبھی یہ مفروضہ کھڑا کیا جاتا ہے کہ پاکستان چونکہ جہادی تنظیموں کا مرکز ہے لہٰذا خدشہ ہے کہ اگر پاکستان کے ایٹمی ہتھیار اُن تنظیموں کے ہاتھ لگ گئے تو عالمی امن کے لئے خطرہ بن جائیں گے۔ ہر چند کہ پاکستان اِن تمام خدشات کی نفی کرتا ہے لیکن یہودی ذرائع ابلاغ بدستور پاکستان کے خلاف پروپیگنڈہ کر رہے ہیں۔ حالانکہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ آج عالمی امن کو اگر کوئی خطرہ ہے تو وہ صرف اور صرف یہود و ہنود اور امریکی سامراج سے ہے۔ کیونکہ اِس وقت امریکہ کے سر پر دنیا پر حکمرانی کا جنون سوار ہے۔ اِس لئے وہ اسرائیل میں روایتی اور ایٹمی اسلحہ کے انبار لگا رہا ہے۔ اُدھر برصغیر میں بھارت کے ساتھ ایٹمی معاہدہ کر رکھا ہے۔ ایک خبر کے مطابق اِس وقت اسرائیل کے پاس ۷۰۰ ایٹمی وار ہیڈ اور پیٹریاٹ میزائل ہیں۔ جبکہ بھارت ہر سال ۱۵۰ ایٹمی ہتھیار اپنانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ گویا کہ اگر ایٹمی اسلحہ یہود و ہنود اور امریکہ کے پاس ہو تو امن عالم قائم ہے اگر کوئی مسلمان ملک یہ صلاحیت حاصل کر لے تو دنیا کا امن تہ و بالا ہو جائے گا۔ اس سے یہود و نصاریٰ کی بدنیتی ظاہر ہوتی ہے۔ یہ سوچ نہایت متعصبانہ اور غیر جانبدارانہ ہے۔

لہٰذا ارباب اختیار یہود و ہنود اور امریکہ کی اس بلا جواز سوچ کا ادراک کریں۔ جس طرح حکومت اندرون ملک اپنی حیثیت منوانے کے لئے بضد ہے۔ اسی طرح عالمی سطح پر بھی اپنا ایک آزاد اور خود مختار تشخص قائم کرتے ہوئے اپنے اندرونی معاملات میں غیر ملکی ایجنسیوں کی مداخلت کو ختم کرے۔ آج پوری قوم ڈاکٹر قدیر خان کے لئے دُعا گو ہے کہ انہوں نے پاکستان کو بھارت جیسے دشمن کے سامنے سرخرو ہونے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ لہٰذا قوم کے جذبات کا خیال کرتے ہوئے عالم اسلام کے محسن کی پچھلے دو سال سے جاری نظر بندی ختم کر کے اس کو با عزت زندگی گزارنے کا موقع فراہم کریں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ محسن پاکستان کو اپنی حفظ وامان میں رکھے۔ آمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفسیر یوسفی

از قلم: پیر طریقت امین علم لدنی حضرت قبلہ
حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب علیہ الرحمہ

صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۫ وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ٥ قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِي اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۚ وَلَنَا اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۚ وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ٥ اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ۗ قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ۗ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ۗ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ٥ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ٥ (البقرۃ:۱۳۸تا۱۴۱)

''ہم نے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی رینی ورنگائی لی اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے بہتر کس کی رینی (رنگائی) ہے اور ہم اسی کو پوجتے ہیں۔ تم فرماؤ کیا اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے بارے میں جھگڑتے ہو حالانکہ وہ ہمارا بھی مالک ہے اور تمہارا بھی۔ اور ہماری کرنی (ہمارے اعمال) ہمارے ساتھ اور تمہاری کرنی (تمہارے اعمال) تمہارے ساتھ اور ہم نِرے اُسی کے ہیں بلکہ تم یوں کہتے ہو کہ حضرت ابراہیم واسماعیل واسحاق ویعقوب (علیہم السلام) اور اُن کے بیٹے یہودی یا نصرانی تھے تم فرماؤ کیا تمہیں علم زیادہ ہے یا اللہ (تبارک وتعالیٰ) کو اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جس کے پاس اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی طرف کی گواہی ہو اور وہ اُسے چھپائے اور خدا تمہارے کوتکوں (اعمال) سے بے خبر نہیں وہ ایک گروہ ہے کہ گزر گیا اُن کے لئے اُن کی کمائی اور تمہارے لیے تمہاری کمائی اور اُن کے کاموں کی تم سے پرسش نہ ہوگی۔''

صِبْغَةَ اللّٰهِ ''اللہ تبارک وتعالیٰ کا رنگ'' **صِبْغَة** یہ **صِبْغٌ** سے بنا ہے، جس کے معنی ہیں رنگ (ہم نے) اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا رنگ (لے لیا) ای **دین الله** ''اس سے مراد اللہ تبارک وتعالیٰ کا دین''

كذا قال ابن عباس في رواية الكلبي وقتادة والحسن سمي الدين صبغة لظهور اثر الدين على المتدين كالصبغ على الثواب [۱] ''حضرت کلبی، قتادہ اور حسن رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح تفسیر نقل کی ہے۔ دین کو رنگ سے اس لئے تعبیر فرمایا کہ جیسے رنگ کپڑے پر چڑھ جاتا ہے اسی طرح دین دار پر دین کا اثر ہوجاتا ہے۔''

پچھلی آیات مبارکہ میں دین اسلام کو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے منسوب کیا گیا تھا۔ **مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا** اِس جگہ اس کو براہ راست اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف منسوب کرکے بتلا دیا کہ دین درحقیقت اللہ تبارک وتعالیٰ کا ہے کسی پیغمبر علیہ السلام کی طرف اس کی نسبت مجازی کردی جاتی ہے اس جگہ ملت کو **صِبْغَتُ** کے لفظ سے تعبیر کرکے دو باتوں کی طرف اشارہ ہوگیا۔

ا۔ **قال ابن عباس كانت النصارى اذا ولدلهم فاتت عليه سبعة ايام غمسوه في ماء لهم يقال له المعمودي يزعمون تطهيره بذلك يفعلونه مكان الختان فاذا فعلوا به ذلك قالوا الان صار**

[۱] مظہری جلد ا ص ۱۳۷۔

نصرانیا حقا فاخبر اللہ تعالیٰ ان دینہ الاسلام و احکامہ من الختان وغیرہ [۲] ''حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ نصاریٰ کے ہاں جب کوئی بچہ پیدا ہوتا اور اُس پر سات روز گذر جاتے تو وہ اُسے ایک پانی میں جسے معمودیہ کے نام سے موسوم کرتے تھے غوطہ دیتے اور یہ خیال کرتے کہ اس سے یہ پاک ہوگیا اور سب آلائشیں دور ہوگئیں اور یہ فعل بجائے ختنہ کے کرتے' جب اُسے غوطہ دے دیتے تو کہتے اب یہ سچا نصرانی ہوگیا۔ اِس پر رب ذوالجلال نے آیت مبارکہ اتاری صِبْغَةَ اللّٰهِ مطلب یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا دین اسلام اور احکام ہیں''۔

۲۔ دین و ایمان کو رنگ فرما کر اِس طرف بھی اشارہ ہوگیا کہ جس طرح رنگ آنکھوں سے محسوس ہوتا ہے۔ مومن کے ایمان کی علامات اُس کے چہرہ بشرہ اور تمام حرکات وسکنات' معاملات و عادات میں ظاہر ہونا چاہئے۔

وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ''اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے رنگ سے بڑھ کر کس کا رنگ ہے؟ یعنی تمام رذائل سے پاک' اللہ تبارک وتعالیٰ کے دین سے کوئی طریقہ اچھا نہیں۔'' دنیوی رنگ پرانے ہوکر پھیکے پڑ جاتے ہیں۔ اس کا رنگ ایسا ہے نہ پھیکا پڑے نہ کوئی اور رنگ اس پر چڑھ سکے۔ اسلام ایسا رنگ ہے۔ جس کا مقابلہ ہی نہیں۔

وَنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ''اور ہم اُس کی عبادت کرتے ہیں۔ ہم اہل کتاب کی طرح شرک میں مبتلا نہیں ہم تو الہ وحدہ' لاشریک کی بندگی بجالاتے ہیں۔ قُلْ (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم آپ ﷺ) فرمادیں: اَتُحَآجُّوْنَنَا فِی اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ''کیا تم اللہ تبارک وتعالیٰ کے بارہ میں جھگڑتے ہو؟ حالانکہ وہ ہمارا اور تمہارا (ہم سب کا) رب ہے''۔

مشرکین اور یہود و نصاریٰ کے جھگڑے کو ختم کرنے کیلئے فرمایا: اے محبوب آپ ﷺ فرمائیں تم ہم سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی توحید اخلاص اور اطاعت کے بارے میں کیوں جھگڑتے ہو؟ وہ صرف ہمارا ہی نہیں تمہارا بھی رب ہے۔ وَلَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ''ہمارے واسطے ہمارے اعمال تمہارے واسطے تمہارے اعمال''۔ نہ ماننے والوں کے جھگڑے رب ذوالجلال نے قرآن مجید میں چند مقامات میں بیان فرمائے ہیں اور جھگڑنے والوں کو جواب میں کیا ملا وہ بھی بیان فرمادیا؟

۱۔ بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ کا اسلام ہی دین ہے اِس کے سوا اور کوئی دین قبول۔ نہیں تمام لوگوں کے اسلام کے خلاف دعوے باطل ہیں۔ اسلام کے خلاف محاذ آرائی کا سبب اُن کا حسد اور دل کی جلن ہے فرمایا: فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ط [۳] پھر اے محبوب (صلی اللہ علیک وسلم) اگر وہ آپ (ﷺ) سے جھگڑا کریں (حجت بازی کریں) تو آپ (ﷺ) فرمادیں کہ میں اپنا منہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے حضور جھکائے ہوئے ہوں اور میرے پیروکار بھی یعنی ہم ہمہ تن اللہ تبارک وتعالیٰ کے فرمانبردار اور مطیع ہیں۔

۲۔ فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ [۴] ''پھر اے محبوب (صلی اللہ علیک وسلم) جو آپ سے (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) کے بارے میں جھگڑا کریں (حجت کریں) بعد اِس کے کہ آپ ﷺ کو علم آچکا تو اُن سے فرمادیں آؤ مباہلہ کریں اور جھوٹوں پر اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی لعنت ہے اور بے شک یہی سچا بیان ہے کہ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ) ہی غالب حکمت والا ہے۔

تو اے محبوب (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ فرمائیں' اے کتابیو! آؤ ایسے حکم کی طرف جو ہم میں تم میں یکساں ہے یہ کہ

---

[۲] مظہری جلد ا ص ۱۳۷، تفسیر قرطبی جلد ا جز ۲ ص ۹۸ [۳] آل عمران: ۲۰ [۴] آل عمران: ۶۱۔

اَلَّا نَعۡبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشۡرِکَ بِہٖ شَیۡئًا ۵؎ ''نہ عبادت کریں مگر اللہ تبارک وتعالیٰ کی اور نہ ہی اُس کیساتھ کسی کو شریک کریں۔''

۳۔ یٰۤاَھۡلَ الۡکِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوۡنَ فِیۡۤ اِبۡرٰھِیۡمَ ۶؎ اے کتاب والو حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کے بارے میں کیوں جھگڑتے ہو۔؟ نجران کے عیسائی اور یہود کے احبار میں مباحثہ ہوا یہودیوں کا دعویٰ تھا کہ ابراہیم علیہ السلام یہودی ہیں اور نصرانیوں کا دعویٰ تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام عیسائی ہیں یہ نزاع بہت بڑھا تو فریقین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مانا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ چاہا، تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن مجید نازل فرمایا: وَمَاۤ اُنۡزِلَتِ التَّوۡرٰىةُ وَالۡاِنۡجِیۡلُ اِلَّا مِنۢ بَعۡدِہٖ ۷؎ کہ تورات اور انجیل تو ان کے بعد نازل ہوئی تمہیں عقل نہیں کہ تم انہیں یہودی یا عیسائی بناتے ہو۔

۴۔ ھٰۤاَنۡتُمۡ ھٰۤؤُلَآءِ حَاجَجۡتُمۡ فِیۡمَا لَکُمۡ بِہٖ عِلۡمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوۡنَ فِیۡمَا لَیۡسَ لَکُمۡ بِہٖ عِلۡمٌ ؕ وَاللّٰہُ یَعۡلَمُ وَاَنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ۸؎ ''سنتے ہو یہ جو تم ہو اس میں جھگڑے جس کا تمہیں علم تھا تو اِس میں کیوں جھگڑتے ہو؟ جس کا تمہیں علم ہی نہیں اور اللہ جانتا اور تم نہیں جانتے''۔ جب کہ حقیقت حال یہ کہ

مَا کَانَ اِبۡرٰھِیۡمُ یَھُوۡدِیًّا وَّلَا نَصۡرَانِیًّا وَّلٰکِنۡ کَانَ حَنِیۡفًا مُّسۡلِمًا ؕ وَمَا کَانَ مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ ۹؎

''(حضرت) ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی بلکہ وہ ہر باطل سے جدا مسلمان تھے اور مشرکوں سے نہ تھے۔''

اَمۡ تَقُوۡلُوۡنَ ۔۔۔۔ کَانُوۡا ھُوۡدًا اَوۡ نَصٰرٰی ؕ ''بلکہ تم یوں کہتے ہو کہ (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) اور (حضرت) اسماعیل (علیہ السلام) اور (حضرت) اسحاق (علیہ السلام) اور (حضرت) یعقوب (علیہ السلام) اور اُن کے بیٹے یہودی یا نصرانی تھے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے اے محبوب (صلی اللہ علیک وسلم) قُلۡ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم) فرمائیں ءَاَنۡتُمۡ اَعۡلَمُ اَمِ اللّٰہُ ؕ ''کیا تمہیں زیادہ علم ہے یا اللہ (تبارک وتعالیٰ) کو''۔

وَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنۡ کَتَمَ ۔۔۔۔ تَعۡمَلُوۡنَ اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے جس کے پاس اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی طرف سے گواہی ہو اور وہ اُسے چھپائے اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں۔ یہ حال یہودیوں کا ہے جنہوں نے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی شہادتیں چھپائیں، جو تورات شریف میں مذکور تھیں کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اُن کی یہ نعت وصفات ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام مسلمان ہیں اور دین اسلام مقبول ہے نہ کہ یہودیت اور نصرانیت۔

تِلۡکَ اُمَّۃٌ قَدۡ خَلَتۡ ۔۔۔۔ یَعۡمَلُوۡنَ ۵ وہ ایک گروہ ہے کہ گزر گیا اُن کیلئے اُن کی کمائی اور تمہارے لئے تمہاری کمائی اور اُن کی کاموں کے بارے میں تم سے نہیں پوچھا جائے گا۔ یہ پاک جماعت اللہ تبارک وتعالیٰ کے پاس پہنچ گئی تم جب تک اُن کے نقش قدم نہ چلو صرف ان کی اولاد میں سے ہونا تمہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں کوئی عزت اور نفع نہیں دے سکتا، بڑوں اور بزرگوں کی محبت اور تعلق تبھی کام آ سکتا ہے جب شرک وکفر کی غلاظتوں سے انسان پاک ہو۔

بالخصوص اے وہ لوگو جو نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں ہو تم تو بڑی آزمائش میں آ گئے کہ تم نے اُن محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا، جو سید الانبیاء ختم المرسلین اور رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کی رسالت تمام انسانوں اور جنوں کی طرف ہے جن کی رسالت ماننے کا ہر شخص مکلّف ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے بے شمار درود وسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر بھی۔

۵؎ آل عمران: ۶۴۔ ۶؎ آل عمران: ۶۵۔ ۷؎ آل عمران: ۶۵۔ ۸؎ آل عمران: ۶۶۔ ۹؎ آل عمران: ۶۷۔

اظہارِ تشکر

ادارہ ماہنامہ سیدھا راستہ'' لاہور اُن تمام علماء کرام ومشائخ عظام' احباب وقارئین کرام اور اُن تمام حضرات وخواتین کا شکر گزار ہے جو ایڈیٹر ماہنامہ سیدھا راستہ منیر احمد یوسفی (ایم۔اے) کی بیمار پرسی اور تیمارداری کرتے رہے اور صحت یابی کے بعد شکرِ خُداوندی کے طور پر اجتماعات اور دروس کے موقع پر خوشی میں مٹھایاں تقسیم کرتے رہے اور غریبوں کو کھانا کھلاتے رہے، ایڈیٹر ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' بھی سب کرم فرماؤں کے دل وجان کے شکر گزار ہیں۔

دُعا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اِن تمام مہربانوں اور محسنین پر اپنی خصوصی کرم نوازی فرمائے اور انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین)

ادارہ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور

خط وکتابت وترسیل زر کا نیا پتا:

جن قارئین کرام کا سالانہ زرخرید ختم ہو چکا ہے وہ اس نئے پتا پر منی آڈرز ارسال کریں۔

جامع مسجد نگینہ A-977 بلاک بی III' گجر پورہ' چائنہ سکیم لاہور 6823128.0300-4274936

شعبان المعظم

ازقلم: مفتی محمد صدیق ہزاروی

اسلام میں قبولیتِ اعمال اور حصولِ ثواب کا دارومدار خلوصِ نیت پر ہے جن اعمال کی عمارت، خالص نیت کی بنیاد پر استوار ہوتی ہے وہ بارگاہِ خداوندی میں شرفِ قبولیت سے ہمکنار ہوتے ہیں۔ اگرچہ بظاہر وہ کتنے ہی حقیر اور کم ترین کیوں نہ ہوں لیکن وہ اعمال جن کی ادائیگی کسی اچھی نیت کی مرہونِ منت نہ ہو وہ اپنی تمام تر رفعت کے باوجود مردود و نامقبول ٹھہرتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ ریاکاری پر مبنی اعمال کالعدم قرار پاتے ہیں اور اُن کا ادا کرنے والا اجر و ثواب سے محروم ہوجاتا ہے جبکہ وہ اعمال جن میں ریاکاری کے امکانات کم ہوتے ہیں، اُن کی قبولیت یقینی ہوتی ہے۔ صدقہ ایک ایسی عبادت ہے جو نوعِ انسانی کے درمیان باہمی محبت ومودت اور غمخواری وغمگساری جیسی اعلیٰ اخلاقی اقدار کو فروغ دیتی ہے۔ قرآن پاک اِسے ریاکاری کی بناپر ضائع اور برباد قرار دیتا ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے۔

’’اے ایمان والو! اپنے صدقے احسان رکھ کر اور ایذا دے کر باطل نہ کرو۔ اِس کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرے۔‘‘ (آخر تک ۱)

جبکہ نیک نیتی اور خلوصِ قلب کے ساتھ راستے سے کانٹے کو ہٹانے جیسے بظاہر چھوٹے سے عمل کو ایمان کا ایک حصہ قرار دیا گیا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ’’ایمان کے ستر سے کچھ اوپر شعبے ہیں جن میں سے افضل ’’لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ‘‘ کہنا ہے اور کم درجہ راستے سے ایذا رساں چیز کو ہٹانا ہے اور حیاء ایمان کا ایک حصہ ہے۔‘‘ ۱

اسلامی عبادات میں سے روزہ اور قیامِ لیل ایسی دو عبادات ہیں جن میں ریاکاری کے امکانات بہت کم ہوتے ہیں کیونکہ روزہ ایک پوشیدہ عمل ہے جب تک بتایا نہ جائے۔ دوسرے شخص کو معلوم نہیں ہوسکتا اسی طرح قیامِ لیل میں بندہ اپنے پروردگار کے حضور کھڑا ہوتا ہے اور خلوت میں وہ ہوتا ہے یا اس کا مالک حقیقی۔ وہ لوگوں کی نظروں سے اوجھل عبادت میں مصروف ہوتا ہے اور اُسے دیکھنے والا کوئی نہیں ہوتا۔

اِسی بناپر نبی اکرم ﷺ نے روزے اور قیامِ لیل کو افضل و اعلیٰ عبادات قرار دیا ہے۔ آپ نے فرمایا ’’اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اِس کی جزا دیتا ہوں۔‘‘ ۲

قیامِ لیل کی فضیلت میں متعدد روایات مروی ہیں۔ اختصار کے پیشِ نظر ایک روایت پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

’’حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ’’رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو لوگ جوق در جوق آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ میں بھی لوگوں کے ہمراہ آپ ﷺ کی زیارت کے لیے حاضر ہوا‘ میں نے آپ ﷺ کے چہرہ انور کو دیکھا تو پکار اٹھا کہ یہ کسی کاذب کا چہرہ نہیں ہوسکتا۔ اُس وقت آپ ﷺ نے لوگوں کو خطاب فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: لوگو! باہم سلام کرنے کو رواج دو، بھوکوں کو کھانا کھلاؤ، اور رات کو جب لوگ سوئے ہوئے ہوں، نماز پڑھو۔ سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہوجاؤ گے۔‘‘ ۳

اب تک کی گفتگو سے معلوم ہوا کہ اعمال کی قبولیت کے لیے خالص نیت کا وجود اور ریاکاری کا نہ ہونا نہایت لازمی ہے اور اعمال صالحہ میں سے دو عمل یعنی روزہ اور قیامِ لیل ایسے اعمال ہیں جن میں ریاکاری کا امکان کم اور خلوصِ نیت کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔

اس پس منظر میں یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ جن اوقات میں اِن دو اعمال کے موقع زیادہ فراہم ہوں گے۔ وہ اوقات فضائل کے اعتبار سے دیگر اوقات سے ممتاز ہوں گے۔ روزہ اور قیامِ لیل کا سب سے زیادہ موقع رمضان

۱ سورۃ بقرہ آیت ۲۶۴۔ ۱ مشکوٰۃ ص ۱۲۔ ۲ سنن نسائی ص ۳۰۸۔ ۳ سنن ابن ماجہ ص ۹۵

www.seedharastah.com

المبارک میں میسر آتا ہے اور اِس کے بعد شعبان المعظم کا وہ باعظمت مہینہ ہے جس میں ہادیِ برحق رسول اکرم ﷺ بکثرت روزے رکھا کرتے تھے یونہی قیامِ لیل اگرچہ سال کی ہر رات میں کیا جاسکتا ہے لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو دو راتیں ایسی عطا فرمائی ہیں جن میں عبادات کا ثواب دیگر راتوں کی عبادات سے کہیں بڑھ کر ہے۔ ایک لیلۃ القدر جو رمضان المبارک میں آتی ہے اور دوسری شب برأت جو شعبان المعظم کی پندرہویں رات ہے۔

لہٰذا ان عبادات کے لیے اکثر مواقع کی فراہمی کی بنیاد پر شعبان المعظم کو رمضان المبارک کے بعد دوسرا درجہ حاصل ہے۔

شعبان اپنے اشتقاقی اور لغوی معنیٰ کے اعتبار سے بھی خیرِ کثیر کا جامع ہے اور یہ ایک ایسا درخت ہے جس سے نیکی کی شاخیں نکلتی ہیں۔ علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''''شعبان'' شعب سے مشتق ہے اور یہ اجتماع کے معنیٰ میں ہے (چونکہ اس مہینے میں خیرِ کثیر کا اجتماع ہوتا ہے لہٰذا اِسے شعبان کہا جاتا ہے) بعض نے کہا کہ لوگ اِدھر اُدھر متفرق ہو جانے کے بعد اِس مہینے میں جمع ہوتے تھے بنابریں یہ مہینہ شعبان کہلاتا ہے۔ ابن درید کا کہنا ہے کہ لوگ اِس مہینے میں پانی کی طلب میں اِدھر اُدھر پھیل جاتے تھے اس لیے اِس مہینے کو شعبان کہا جاتا ہے۔''[۴]

یاد رہے کہ اِسلام سے پہلے عرب میں شمسی سال کا رواج تھا اور شعبان کا کچھ حصّہ جون اور بعض حصہ جولائی میں آتا تھا [۵]

محکم میں ہے شعبان میں لوگ غاروں میں بٹ جاتے تھے لہٰذا یہ مہینہ شعبان المعظم کہلانے لگا' کچھ لوگوں کے خیال میں رجب المرجب اور رمضان المبارک جیسے دو اہم مہینوں کے درمیان ظاہر ہونے کی بنیاد پر یہ شعبان المعظم کہلاتا ہے۔ ثعلب کے نزدیک اِس مہینے کو اِس لیے شعبان کہتے ہیں کہ اِس میں مختلف قبائل بادشاہوں وغیرہ سے عطیات حاصل کرنے کے لیے زمین پر پھیل جاتے تھے۔ [۶]

لفظ شعبان کے اشتقاقی مادہ اور لغوی معنیٰ کی اس بحث سے یہ نتیجہ نکلا کہ یہ لفظ عام طور پر جمع اور تفریق کے معنیٰ میں آتا ہے اور خیر کثیر کے اجتماع اور بھلائی کی شاخیں پھوٹنے کی بنا پر شعبان کہلاتا ہے۔ لہٰذا یہ وہ مہینہ ہے جس میں بھلائی کے حصول کے لیے اسباب کثیرہ بکھرے پڑے ہیں اور یہ مہینہ اُن تمام کا جامع ہے۔

رسول کریم ﷺ شعبان المعظم میں بکثرت روزہ رکھا کرتے تھے۔ اگرچہ آپ ﷺ نے اپنی اُمت کو شعبان المعظم کے آخری دنوں میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا تاکہ وہ رمضان المبارک کے لیے تیار ہوسکیں لیکن آپ ﷺ خود اس مہینے کا اکثر حصہ روزہ کی حالت میں گزارتے تھے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' رسول کریم ﷺ مسلسل روزے رکھتے حتی کہ ہم خیال کرتے اب کبھی افطار نہیں فرمائیں گے اور بعض اوقات روزہ ترک کردیتے یہاں تک کہ ہم سمجھتے اب کبھی روزہ نہیں رکھیں گے اور میں نے آپ ﷺ کو رمضان المبارک کے علاوہ کسی دوسرے مہینے میں مکمل ماہ اور شعبان المعظم کے علاوہ کسی دوسرے ماہ میں بکثرت روزے رکھتے نہیں دیکھا۔ [۷]

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اُن سے بیان فرمایا کہ نبی کریم ﷺ شعبان المعظم کا اکثر حصہ بلکہ پورا مہینہ روزے کی حالت میں گزارتے تھے۔ اور آپ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا حسب طاقت عمل کرو' اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر وثواب کی عطا میں کمی نہ ہوگی۔ البتہ تم تھک جاؤ گے اور نبی کریم ﷺ کو وہ نماز پسند تھی جس کو ہمیشہ پڑھا جاسکے اور آپ ﷺ جب بھی کوئی نفلی نماز شروع فرماتے تو اُسے ہمیشہ پڑھتے۔ [۸]

حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' انہوں نے

---

[۴] عمدۃ القاری جلد ۱۱ ص ۸۲۔ [۵] ARABIC ENGLICH LEXICON LENE۔ [۶] عمدۃ القاری جلد ۱۱ ص ۸۲۔ [۷] صحیح بخاری جلد اول ص ۲۶۴،
سنن ابوداؤد جلد اص ۳۳۱۔ [۸] صحیح بخاری جلد اول ص ۲۶۴۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا انہوں نے فرمایا روزہ رکھنے کے لیے نبی کریم ﷺ کو شعبان المعظم کا مہینہ زیادہ پسند تھا پھر آپ ﷺ اسے رمضان المبارک کے ساتھ ملا دیتے تھے۔ ۹

اِن روایات کی روشنی میں معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ شعبان المعظم کے مہینے میں جس کثرت کے ساتھ روزہ رکھتے دوسرے مہینوں میں اس قدر روزہ نہیں رکھتے تھے۔ اس تخصیص کی وجوہات آپ (ﷺ) نے خود بیان فرمائیں جس سے پتا چلتا ہے کہ شعبان المعظم کو بارگاہِ خداوندی اور دربارِ نبوی میں فضیلت حاصل ہے۔

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں دیکھتا ہوں کہ جس کثرت کے ساتھ آپ (ﷺ) شعبان المعظم کے روزے رکھتے ہیں کسی دوسرے مہینے میں اتنی زیادہ تعداد میں روزے نہیں رکھتے' اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اِس مہینے کی عظمت سے لوگ غافل ہیں۔ یہ رجب المرجب اور رمضان المبارک کے درمیان ہے اور اِس مہینے میں بندگانِ خدا کے اعمال بارگاہِ الوہیت میں پیش کیے جاتے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ جب میرے اعمال بارگاہ خداوندی میں پیش کیے جائیں تو میں روزے کی حالت میں ہوں'' ۱۰

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! کیا وجہ ہے کہ آپ شعبان المعظم میں بکثرت روزے رکھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! اس مہینے میں موت کا فرشتہ (زندہ لوگوں کی فہرست سے) اُن لوگوں کے نام نکال دیتا ہے' جنہوں نے آئندہ سال فوت ہونا ہوتا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ میرا نام ایسی حالت میں نکالا جائے کہ میں روزے کی حالت میں ہوں۔ اِسی طرح تعظیم رمضان المبارک اور شعبان المعظم کی فضیلت سے لوگوں کی غفلت دور کر کے انہیں اِس کے مقام سے آگاہ کرنے کی خاطر بھی آپ ﷺ بکثرت روزے رکھتے۔

محبّ طبری نے اِس ضمن میں چھ اقوال جمع کیے ہیں۔

(۱) چونکہ آپ صومِ داؤد علیہ السلام (ایک دن روزہ ایک دن افطار) رکھتے تھے اور بعض اوقات اِس میں کوئی کمی رہ جاتی۔ لہٰذا شعبان المعظم میں روزے رکھ کر اُس کی تکمیل فرماتے۔

(۲) تعظیم رمضان المبارک کیلئے شعبان المعظم میں بکثرت روزے رکھتے۔

(۳) رفع اعمال کے پیش نظر جیسا کہ چند سطور پہلے حدیث اسامہ رضی اللہ عنہ کے ضمن میں گزرا۔

(۴) آپ ﷺ نے دیکھا کہ لوگ اس مہینے کی عظمت سے غافل ہیں تو اُن کی ترغیب کی خاطر شعبان المعظم کے مہینے میں بکثرت روزے رکھتے۔

(۵) چونکہ اس مہینے میں (شب برأت میں) قوموں ملکوں اور لوگوں کی قسمتوں کے فیصلے ہوتے ہیں اور آئندہ سال کا خاکہ تیار ہوتا ہے۔ اِس بنا پر بھی اس مہینے میں زیادہ روزے رکھتے۔

(۶) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے جو روزے نسوانی بیماری کی بنا پر رمضان شریف میں ادا نہ ہوتے تو وہ شعبان المعظم میں رکھا کرتی تھیں جیسا کہ ترمذی شریف میں ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا گزشتہ رمضان میں رہ جانے والے روزے شعبان المعظم میں رکھا کرتی تھیں۔ ۱۱

رسول اکرم ﷺ بھی ازواج مطہرات (رضی اللہ عنہن) کے ساتھ روزے رکھنے میں شرکت فرماتے۔ ۱۲

خلاصہ کلام یہ ہے کہ شعبان المعظم کو یہ شرف حاصل ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے روزے جیسی اہم عبادت کے لئے رمضان المبارک کے بعد جس مہینے کا انتخاب کیا وہ شعبان المعظم کا مہینہ ہے۔

شعبان المعظم کی فضیلت کا دوسرا اہم اور بڑا سبب اس میں شب برأت کا وجود ہے جس میں قیام لیل کے ذریعے اجر

۹ سنن ابوداؤد جلد اول ص ۳۳۰۔ ۱۰ سنن نسائی ص ۳۲۲۔ ۱۱ جامع ترمذی۔ ۱۲ عمدۃ القاری جلد ۱۱ ص ۸۴۔

وثواب کی وہ فراوانی حاصل ہوتی ہے۔ جو شب قدر کے علاوہ کسی دوسری رات میں حاصل نہیں ہوتی۔ اور یہ رات نزولِ قرآن کی رات ہے یہاں ایک شبہ کا ازالہ کرنا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ نزول قرآن کی دو صورتیں ہیں۔ لوح محفوظ سے یک بارگی آسمانِ دنیا پر نزول اور آسمان دنیا سے بذریعہ جبریل علیہ السلام رسول اکرم ﷺ پر نزول جو تقریباً تئیس سال کے عرصہ میں مکمل ہوا۔

لوح محفوظ سے مکمل نزول رمضان المبارک کی لیلۃ القدر میں ہے جب کہ حضور ﷺ پر قرآن پاک کا نزول تقریباً تئیس سال میں ہوا۔ لہٰذا شب برأت میں قرآن پاک کا نزول کس اعتبار سے ہوگا؟ اِس سوال کا جواب حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے تفسیرِ عزیزی میں اور امام فخرالدین رازی نے تفسیر کبیر میں یوں دیا ہے کہ قرآن پاک کے لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر نزول کا حکم شب برأت میں ہوا جبکہ نزول شب قدر میں ہوا اور حضور ﷺ پر تدریجی نزول جس کی کل مدت تقریباً تئیس سال ہے اس کی ابتداء ربیع الاول شریف میں ہوئی۔ [۱۳]

بنابریں شب برأت، نزول قرآن کی رات ہے اور یہ شعبان المعظم کے مہینے میں ہے۔ چنانچہ حضرت عکرمہ اور مفسرین کی ایک جماعت رضی اللہ عنہم کے نزدیک سورۃ الدخان کی آیت "**انا انزلنہ فی لیلۃ مبارکۃ**" میں لیلۃ مبارکہ سے مراد شب برأت ہے اور اِس بنا پر اس رات میں ہر حکمت والے کام کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے لہٰذا شعبان المعظم میں آئندہ سال کیلئے امور کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے کہ آئندہ کس نے مرنا ہے کس نے پیدا ہونا ہے۔ وغیرہ وغیرہ

شب برأت کی خصوصیات وفضائل درحقیقت شعبان المعظم کے فضائل ہیں کیونکہ یہ رات اس مہینے میں پائی جاتی ہے۔

شب برأت کو پانچ خصوصیات حاصل ہیں۔

(۱) ہر حکمت بھرے کام کا فیصلہ

(۲) فضیلت عبادت: جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس نے اِس رات میں ایک سو رکعت نوافل ادا کیے اللہ تبارک وتعالیٰ اُس کی طرف ایک سو فرشتہ بھیجتا ہے، تیس فرشتے اُسے جنت کی خوشخبری دیتے ہیں۔ تیس فرشتے اُسے جہنم کے عذاب سے بچاتے ہیں، تیس فرشتے اُس سے دنیوی مصائب کو دور رکھتے ہیں اور دس فرشتے اسے شیطان کے مکروفریب سے بچاتے ہیں۔

(۳) نزول رحمت: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اس رات کو بنو کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ افراد اُمت پر رحم فرماتا ہے۔

(۴) حصول مغفرت: اس رات میں اللہ تبارک وتعالیٰ تمام اُمتِ مسلمہ کی مغفرت فرماتا ہے البتہ کاہن، کینہ پرور، شرابی، ماں باپ کا نافرماں اور عادی زنا کار اس رات بھی مغفرت حاصل نہیں کرسکتا۔

(۵) اتمام شفاعت: اللہ تبارک وتعالیٰ نے اِس رات رسول اکرم ﷺ کو مکمل شفاعت کا اعزاز بخشا اور وہ یوں کہ آپ (صلی اللہ علیک وسلم) نے تیرہویں شب کو شفاعت کو سوال کیا تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے تیسرا حصہ عطا فرمایا پھر سوال کیا تو چودھویں رات کو دو تہائی شفاعت مکمل کر دی اور پندرھویں رات کو مزید سوال کیا تو مکمل شفاعت عطا فرمائی دی۔ [۱۴]

خلاصہ کلام یہ ہے کہ شعبان المعظم کے اندر پائی جانے والی عبادات کے پیش نظر یہ بالکل واضح ہے کہ یہ مہینہ نہایت بابرکت اور افضل ہے یہی وجہ ہے کہ اسے رسول اکرم ﷺ کا مہینہ کہا جاتا ہے۔

ضرورت اِس اَمر کی ہے کہ اِس کی برکات سے فائدہ اٹھایا جائے ورنہ دیگر مہینوں اور اِس میں کیا فرق باقی رہ جائے گا۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے

ہر شب، شب قدر است اگر قدر دانی

[۱۳] تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ ص ۳۵۳، تفسیر کبیر جلد ۲۷ ص ۲۴۰۔ [۱۴] تفسیر کبیر جلد ۲۷ ص ۲۳۸۔

www.seedharastah.com

نزول برکات کی رات شب برأت

نزول قرآن کے حوالے سے قرآن پاک میں ایک مہینے اور دو راتوں کا ذکر آتا ہے سورۃ بقرہ میں ہے ''رمضان المبارک کا مہینہ وہ (مہینہ) ہے جس میں قرآن پاک اتارا گیا''۔ سورۃ الدخان کے بالکل آغاز میں یوں ہے ''بے شک ہم نے اسے ایک مبارک رات میں اتارا''۔ سورۃ القدر میں یوں ارشاد ہے ''بے شک ہم نے اسے لیلۃ القدر میں اتارا''۔

رمضان المبارک اور لیلۃ القدر میں نزول کے بارے میں تو سب کا اتفاق ہے اور یہ بات مسلمہ ہے کہ لیلۃ القدر رمضان المبارک کی کوئی طاق رات (یا ستائیسویں رات) ہے۔ اسی طرح یہ بھی تسلیم شدہ بات ہے کہ نزول قرآن کی رات کو لیلۃ مبارکہ بھی کہا جاتا ہے۔

لیکن اس بات میں اختلاف ہے کہ شب برأت یعنی پندرہ شعبان المعظم کی رات بھی نزول قرآن مجید کی رات ہے یا نہیں کیونکہ اگر اس رات کو بھی قرآن پاک کا نزول تسلیم کیا جائے تو دو مختلف وقتوں میں قرآن کا اترنا ماننا پڑتا ہے۔

اسی طرح ایک اور اختلاف یہ بھی ہے کہ لیلۃ مبارکہ میں آئندہ سال میں انجام پانے والے امور کا فیصلہ ہوتا ہے تو یہ فیصلہ بھی رمضان المبارک کی ستائیسویں شب کو ہی ہوتا ہے کیونکہ یہ رات نزول قرآن کی رات ہے اور امور کے فیصلے کو نزول قرآن کی رات بیان کیا گیا ہے۔

چنانچہ حسن، مجاہد اور قتادہ رحمہم اللہ تعالیٰ لیلۃ مبارکہ اور لیلۃ القدر ایک ہی رات کو قرار دیتے ہیں جبکہ عکرمہ کے نزدیک لیلۃ مبارکہ شعبان المعظم کی پندرہویں رات ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول سے دونوں اقوال کا تضاد ختم ہو جاتا ہے اور دونوں کے درمیان تطبیق دی جا سکتی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''اللہ تبارک و تعالیٰ شعبان کی پندرہویں شب کو اُن مختلف امور کا فیصلہ فرما دیتا ہے جو آئندہ سال وقوع پذیر ہونے والے ہیں اور اُن سے متعلق فرشتوں کو فیصلہ کی کتب، لیلۃ القدر میں دی جاتی ہیں''۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول سے یہ نتیجہ نکلا کہ دونوں ہی امر حکیم کے فیصلہ اور آئندہ سال کے بجٹ کی راتیں ہیں۔

رہا مسئلہ نزول قرآن کا تو اس سلسلہ میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں قرآن پاک کے نزول کی تین صورتیں ہیں۔ تھوڑا تھوڑا کر کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونا تو اس کی ابتداء ربیع الاول شریف کے مہینے سے ہوئی اور تئیس سال کے عرصہ میں یہ نزول تکمیل کو پہنچا۔ دوسری صورت لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر یکبارگی نزول کی ہے تو جس رات کو اس نزول کا حکم ہوا وہ شب برأت تھی اور جس رات نازل ہوا وہ لیلۃ القدر تھی۔ لہٰذا شب برأت نزول قرآن تقدیری کی رات ہے اور لیلۃ القدر حقیقی نزول کی رات ہے۔ [۱۵]

جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ شب برأت بھی نزول قرآن کی رات ہے تو نزول قرآن کے حوالے سے اس کی عظمت کو چار چاند لگ گئے اور یہ رحمتوں اور برکتوں کے نزول کی رات بن گئی کیونکہ اِس میں اِس کتاب کے اترنے کا حکم ہوا جو نوع انسانی کی دینی و دنیوی ہر قسم کی حاجات اور دکھوں کا مداوا ہے۔

امام رازی رحمہ اللہ تعالیٰ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں:۔

اس رات کے چار نام ہیں۔ لیلۃ مبارکہ، لیلۃ البراۃ، لیلۃ الصک اور لیلۃ الرحمۃ جس طرح کوئی عامل متعلقہ اشخاص سے خراج وصول کر کے انہیں رسید دیتا اور اُن کے بارے میں لکھ دیتا ہے کہ تم نے اپنی ذمہ داری کو پورا کر دیا ہے یونہی اللہ تبارک و تعالیٰ اس رات اپنے بندوں کو پروانہء برأت عطا فرماتا ہے۔

اِس رات کو پانچ خصوصیات حاصل ہیں۔

[۱۵] تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ ص ۲۵۳۔

(۱) اس میں ہر امرِ حکیم کا فیصلہ ہو جاتا ہے ۔دوسرے لفظوں میں یوں سمجھئے کہ آئندہ سال کیلئے خدائی بجٹ تیار ہوتا ہے کس نے پیدا ہونا ہے' کس نے مرنا ہے' کس نے حج کرنا ہے اور عمرہ کے سعادت سے بہرہ مند ہوتا ہے؟۔بہت سے لوگ شادی کی تیاریوں میں مصروف ہیں لیکن اِدھر صاحب شادی مرنے والوں کی فہرست میں لکھ دیا جاتا ہے۔کوئی شخص مکان کی تعمیر کررہا ہے کہ آئندہ اس میں رہائش پذیر ہوگا لیکن اُس کی فانی زندگی ختم ہوجاتی ہے اور اُس کا نام مرنے والوں کی فہرست میں لکھ دیا جاتا ہے۔

(۲) دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اس رات میں عبادت کی فضیلت زیادہ ہے۔

(۳) تیسری خصوصیت یہ ہے کہ اس رات اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت بکثرت نازل ہوتی ہے۔

(۴) چوتھی فضیلت یہ ہے کہ اس رات میں بندگان خدا کی مغفرت وبخشش ہوتی ہے۔اس رات تمام مومنین کی بخشش ہوتی ہے۔البتہ بعض وہ بدنصیب بھی ہیں جو اِس رحمت بھری رات اور مغفرت وبخشش خداوندی کے درمیان حائل ہوجاتے ہیں۔پانچ آدمی جن کا پیچھے ذکر پڑھ چکے ہیں اس رات بھی حصول مغفرت سے محروم رہتے۔البتہ صدق دل سے وہ اپنی ان بداعمالیوں کو ترک کردیں اور توبہ کریں تو علیحدہ بات ہے اور رحمتِ خداوندی بہت وسیع ہیں۔

ضروری ہے کہ شب برأت کے آنے سے پہلے ہم میں سے ہر آدمی اپنا جائزہ لے کہ کہیں وہ اِن موذی امراض کا شکار تو نہیں۔اگر خدانخواستہ ایسا ہے تو فی الفور سچے دل سے توبہ کرنی چاہیے تاکہ اِس بابرکت رات میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمتوں سے اپنے دامن مراد کو بھر سکے۔

(۵) اس رات کی پانچویں خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب خاتم النبیین حضرت محمد مصطفٰے ﷺ کو منصبِ شفاعت پر مکمل طور پر فائز کردیا۔

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں شعبان المعظم کی پندرھویں شب کو رسول اللہ ﷺ بستر مبارک سے اُٹھے تو (بشری تقاضوں کے مطابق) میں نے خیال کیا کہ کسی دوسری زوجہ مطہرہ کے پاس تشریف نہ لے گئے ہوں، اس خیال سے گھر میں تلاش کرنے لگی تو میرا ہاتھ آپ ﷺ کے قدموں پر پڑا آپ سجدہ ریز ہوکر اِن کلمات کے ساتھ اعترافِ عبادات اور استغفار فرمارہے تھے۔

(ترجمہ): ''(اللہ) میرے وجود اور خیال نے تجھے سجدہ کیا۔میں دل سے تجھ پر ایمان لایا۔میں تیری نعمتوں کا اقرار اور اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں (رسول کریم ﷺ گناہوں سے معصوم تھے تعلیم امت کے لیے یہ الفاظ ہیں) میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا تو مجھے بخش دے۔تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں۔میں تیرے عفو کے ساتھ تیرے عذاب سے، تیری رحمت کے ساتھ تیری سزا سے اور تیری رضا کے ساتھ تیرے غضب سے پناہ چاہتا ہوں، تیرے عذاب سے تیرے ہی دامنِ رحمت میں پناہ لیتا ہوں۔تیری تعریف اِس قدر نہیں کرسکتا جس طرح تو نے خود اپنی تعریف فرمائی،،

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' رسول کریم ﷺ صبح تک مسلسل قیام وقعود کے ساتھ نوافل پڑھتے رہے حتی کہ قدم مبارک پھول گئے۔میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم: آپ ﷺ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔کیا آپ ﷺ گناہوں سے معصوم نہیں ہیں' کیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو فلاں فلاں اعزاز عطا نہیں فرمایا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکرگزار بندہ نہ بنوں۔اس کے بعد آپ نے شب برأت کی فضیلت بیان فرمائی۔قصہ تو یہ ہے کہ شب برأت کی برکتوں بھری رات کو ضائع نہیں کرنا چاہیے اور جس قدر آسانی سے ممکن ہو بارگاہ خداوندی میں سجدہ ریز ہوکر اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کی جائے اور عالمِ اسلام کی فتح وکامرانی کی دُعا مانگی جائے۔

بخاری شریف پڑھیئے
بحوالہ
تیسیر الباری

(ادارہ)

شہید کے لئے انعام (خبر غیب):

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَـامِنْ عَبْدٍ يَمُوْتُ لَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ يَسُرُّهٗ اَنْ يَّـرْجِعَ اِلَـى الـدُّ نْيَـا وَاَنَّ لَهُ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا اِلَّا الشَّهِيْـدَ لِـمَـا يَرٰى مِنْ فَضْلِ الشَّهَا دَةِ فَاِنَّهٗ يَسُرُّهٗ اَنْ يَرْجِعَ اِلَى الدُّنْيَا فَيُقْتَلَ مَرَّةً اُخْرٰى۔[1]

''جو بندہ مرجائے اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے ہاں اُس کی کوئی بھی نیکی ہو اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُس کے لئے دنیا کی طرف لوٹنا آسان کردے جب کہ اُس کے لئے دنیا اور جو کچھ اُس میں ہے، ہو، تو وہ کبھی بھی دنیا میں واپس آنا پسند نہیں کرے گا لیکن شہید جو شہادت کی فضلیت دیکھ چکا ہو تو اُس کو یہ پسند ہوگا کہ وہ دُنیا میں واپس چلا جائے اور پھر دوسری بار قتل ہو''۔

حضرت حمید رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں' میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَـرَوْحَةٌ فِـيْ سَبِيْـلِ الـلّٰـهِ اَوْغَدْوَةٌ خَيْرٌ مِّنَ الـدُّنْيَـا وَمَـا فِيْهَا وَلَقَابُ قَوْسِ اَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ اَوْ مُـوْضِـعُ قَيْدِهٖ يَعْنِىْ سَوْطَهٗ، خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا، وَلَوْاَنَّ امْرَاَةً مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ اطَّلَعَتْ اِلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ لَاَضَاءَ تْ مَابَيْنَهُمَا وَلَمَلَاَتْهُ رِيْحًا وَلَنَصِيْفُهَا عَلٰى رَأْسِهَا خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا۔[2]

اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی راہ میں صبح وشام چلنا (جانا) دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اِس سے بہتر ہے اور تمہارے لئے جنت کی دو ہاتھ زمین یا کوڑے کی مقدار جگہ' دُنیا اور دُنیا کی ہر شے سے بہتر ہے اور اگر جنت کی کوئی عورت (حور) زمین والوں کو جھانکے (ایک نظر دیکھے' اُن کی طرف رُخ کرے) تو زمین سے آسمان تک روشنی ہو جائے اور اُن کو خوشبو سے دنیا بھر دے اور اُس کے سر کا دوپٹہ دنیا و مافیھا سے بہتر ہے'' A

A ''بعض ملحدین' بے دین اور برہم سماج والے کافر اِس قسم کی آیتوں اور حدیثوں پر ٹھٹھا لگاتے ہیں اور طرح طرح کے استبعاد اس میں پیدا کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں اگر حور کے چہرے میں اتنا نور ہے کہ زمین سے آسمان تک روشن ہو جائے تو سورج سے زیادہ اُس میں روشنی ہوگی۔ اسی طرح اگر اُس کی خوشبو سے زمین آسمان مہک جائے تو خود حور میں کتنی خوشبو ہوگی۔ پس ایسی روشنی اور ایسی خوشبوئی میں آدمی کیسے ٹھہر سکتا ہے۔ اُن کا جواب یہ ہے کہ بہشت کا قیاس دنیا پر نہیں ہوسکتا۔ نہ بہشت کی زندگی دنیا کی زندگی کی طرح ہے' بہت سی چیزیں ہم دنیا میں دیکھ نہیں سکتے مگر آخرت میں اُن کو دیکھیں گے۔ دوزخ کا ہلکے سے ہلکا عذاب آدمی دنیا میں نہیں اُٹھا سکتا۔ لہٰذا آخرت میں آدمی کو ایسی طاقت دی جائے گی کہ دوزخ کے عذابوں کا تحمل کرے گا اور پھر زندہ رہے گا''۔ (تیسیر الباری جلد ۴ ص ۷ من وعن) آخرت کے حالات کا بیان یہ غیب کا بیان ہے اور صاحب تیسیر الباری نے کیا غیب کی باتیں نقل کی ہیں' کیا خوب ہیں یہ لوگ خود غیب کی باتیں تحریر کرتے ہیں اور کہتے یہ ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیک وسلم کو غیب کا علم نہیں شاید انہیں معلوم نہیں کہ قیامت کا حال سارے کا سارا غیب ہے اور اس غیب کا علم اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا ہے (م۔ا۔ی)۔

[1] بخاری جلد ۱ ص ۳۹۲، ترمذی حدیث نمبر ۱۶۴۳، شرح السنۃ جلد ۵ ص ۵۱۵، تفہیم البخاری جلد ۴ ص ۳۵۴، عمدۃ القاری جلد ۷ جز ۱۴ ص ۹۴، فتح الباری جلد ۶ ص ۱۸، تیسیر الباری جلد ۴ ص ۴۷، ۴۶۔ [2] بخاری جلد ۲ ص ۳۹۲، فتح الباری جلد ۶ ص ۱۸، عمدۃ القاری جلد ۷ جز ۱۴ ص ۹۴، تفہیم البخاری جلد ۴ ص ۳۵۴، تیسیر الباری جلد ۴ ص ۴۷۔

www.seedharastah.com

جنت کی عورتوں کی خوبیاں:

''ابن معصب رحمہ اللہ تعالیٰ نے محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ذکر کی ہے:۔

''اُس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اگر جنت کی حوروں میں سے کوئی عورت اپنے ہاتھ کا کنگن دنیا میں ظاہر کرے تو اُس کی روشنی سورج اور چاند کی روشنی کو بجھا دے۔ جب اُس کے کنگن کا یہ حال ہے تو اُس کے پہننے والی عورت کس قدر منور ہوگی پھر اُس کا ملبوس کیسا ہوگا۔؟'' ۳

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں'

''جنت کی حوروں میں سے بعض ایسی حوریں ہیں جن کو 'عیناء'' کہا جاتا ہے۔ جب وہ چلے تو اُس کے ارد گرد ستر ہزار خادمہ اُس کے دائیں بائیں چلتی ہیں۔ وہ کہتی ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے کہاں ہیں؟'' ۴

یعنی وہ حوریں اُن لوگوں کی متلاشی ہوں گی جو دنیا میں اچھے اعمال کی رہنمائی کرتے رہے ہیں اور بُرے کاموں سے لوگوں کو منع کرتے رہے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں'

''جنت میں ایک حور ہے جسے ''عیناء'' کہا جاتا ہے اگر سمندر میں وہ لعاب ڈال دے تو اس کا پانی میٹھا ہو جائے۔ ۵

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔ ''میں نے شب اسریٰ ایک حور دیکھی جس کی پیشانی چاند کی مثل تھی اُس کے سر میں سو گیسو تھا۔ ہر گیسو کے درمیان ستر ہزار ذوائب تھے اور وہ چودھویں کے چاند سے زیادہ روشن تھے اُس کے خلخال موتیوں اور مختلف اقسام کے جواہرات سے مرصع تھے اُس کی پیشانی پر دو سطریں اور موتیوں اور جواہرات سے لکھی ہوئی تھیں پہلی سطر میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور دوسری سطر میں یہ لکھا تھا کہ کوئی مجھ جیسی عورت کا خواہش مند ہو وہ میرے رب کی اطاعت کرے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے کہا یہ اور اِس جیسی عورتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے لئے ہیں''۔ ۶

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شہیدوں کا ذکر کیا گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''زمین شہید کے خون سے نہیں سوکھتی کہ اُس کی دونوں بیبیاں ''حورعین'' اُسے آکر اُٹھاتی ہیں' ہر ایک کے ہاتھ میں ایک جوڑا ہوتا ہے جو ساری دنیا اور مافیھا سے بہتر ہے''۔ ۷ ''یہ بیبیاں جنت کی حوروں میں سے شہید کو لپک کر لینے کے لئے آتی ہیں اور اُس کو جوڑے پہنانے کے لئے ساتھ لاتی ہیں۔ شہید اِدھر زمین پر گرا اور اُس کی جان نکلی کہ جنت میں داخل ہو گیا''۔

شہادت کی غیبی خبریں اور مشاہدہ:

حضرت انس مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا:۔

اَخذَالرَّأیة زَیدٌ فأُصِیبَ ثُمَّ اَخذَھَا جعفرُ فَأُصِیبُ ثُمَّ اَخذَ ھا عَبدُ اللّٰہِ ابنُ رواحۃ فَأُصِیبُ ثُمَّ اَخذَھا خالدُ ابنُ الوَلِیدِ۔ عَنْ غَیرِ اِمرَۃٍ فَفُتِحَ لَہٗ وَقَالَ! مَایَسُرُّنَا أنھُم عِندَنا قَالَ اَیُّوبَ! اَوقَالَ مَایَسُرُّھُمْ اَنَّھُم عِندَنَا ، وَعَیناہُ تَذْرِکَانِ ۸

''(حضرت) زید (رضی اللہ عنہ) نے جھنڈا پکڑا وہ شہید ہوئے پھر (حضرت) جعفر بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) نے جھنڈا پکڑا وہ شہید ہوئے، پھر (حضرت) عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا پکڑا وہ بھی شہید ہوئے پھر (ان تینوں کے بعد) حضرت خالد بن ولید (رضی اللہ عنہ) نے جھنڈا سنبھالا (رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں) حالانکہ میں نے اُن کو امیر نہیں بنایا تھا۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے انہیں فتح عطا فرمائی اور فرمایا کہ ہمیں یہ خوشی نہیں کہ وہ ہمارے پاس

---

۳ عمدۃ القاری جلد ۷ جز ۱۴ ص ۹۴۔ ۴ عمدۃ القاری جلد ۷ جز ۱۴ ص ۹۴۔ ۵ عمدۃ القاری جلد ۷ جز ۱۴ ص ۹۵۔ ۶ عمدۃ القاری جلد ۷ جز ۱۴ ص ۹۵۔ ۷ عمدۃ القاری جلد ۷ جز ۱۴ ص ۹۵۔ ۸ بخاری جلد ۱ ص ۹۲۷، تیسیر الباری جلد ۴ ص ۴۸، فتح الباری جلد ۶ ص ۱۹، عمدۃ القاری جلد ۷ جز ۱۴ ص ۹۶، تفہیم البخاری جلد ۴ ص ۳۵۷، مسند احمد جلد ۳ ص ۱۱۸، ۱۱۹، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۸ ص ۱۵۴، مستدرک حاکم جلد ۳ حدیث نمبر ۴۲، مجمع الزوائد جلد ۶ ص ۱۶۰، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۷۸۶۔

ہوتے یا یوں فرمایا کہ اُن کو ہمارے پاس رہنا اچھا نہیں لگتا اور آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔''

سریہ موتہ:

موتہ شام میں ایک مقام کا نام ہے۔ سریہ موتہ بہت مشہور ہے۔ اِس میں صعوبت، شدت اور سخت جنگ وقتال واقع ہوا تھا۔ اس کے وقوع کا سبب یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ نے بصرہ کے بادشاہ کے نام ایک مکتوب گرامی لکھا اور حضرت حارث رضی اللہ عنہ بن عمیر ازدی کو دیا کہ وہ اُس کے پاس لے جائیں۔ حضرت حارث رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے ارشاد گرامی کے مطابق روانہ ہوئے جب موضع موتہ میں پہنچے تو شرجیل بن عمر غسانی، جو قیصر کے امراء میں سے تھا اور بلقاء کا رئیس تھا۔ یہ عربی خاندان ایک مدت سے عیسائی تھا اور شام کے سرحدی مقام پر حکمران تھا۔ اُس نے حضرت حارث رضی اللہ عنہ کو پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ اُنہوں نے فرمایا: شام جا رہا ہوں، شرجیل نے کہا تم (حضرت) محمد ﷺ کے قاصد ہو۔ انہوں نے فرمایا، ہاں! میں رسول اللہ ﷺ کا قاصد ہوں۔ اِس پر شرجیل نے حضرت حارث رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ اِس سے پہلے نبی کریم ﷺ کے کسی قاصد کو کسی نے قتل نہیں کیا تھا اور اِس کے سوا کسی بادشاہ کے نزدیک قاصد کو قتل کرنے کی عادت نہ تھی اور تمام بادشاہوں کے نزدیک قاصدوں کی امان امر مسلم تھی۔ ایک مرتبہ مسلیمہ کذاب کا ایلچی حضور کریم ﷺ کی بارگاہ میں آیا۔ باوجود اس کے کہ اُس نے بڑی گستاخیاں کیں اور کلمات کفر بکے مگر رسول کریم ﷺ نے اُسے قتل نہ کیا اور فرمایا اگر تو ایلچی نہ ہوتا تو میں تجھے قتل کر دیتا۔

حضرت حارث رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر جب سمع مبارک میں پہنچی تو بہت شاق گزرا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: دشمنوں کی سرکوبی کے لئے چلو۔ چنانچہ موضع ''جرف'' میں تقریباً تین ہزار مجاہدین، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمع ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ حضرت حارث رضی اللہ عنہ کے قصاص کے لئے تین ہزار مجاہدین حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں روانہ فرمائے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے غزوہ موتہ میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو سپہ سالار بنایا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:۔

اِنَّ قُتِلَ زَیْدٌ فَجَعْفَرٌ، وَاِنَّ قُتِلَ جَعْفَرٌ، فَعَبْدُ اللّٰہِ بْنُ رَوَاحَۃَ ۹ اگر (حضرت) زید (رضی اللہ عنہ) شہید ہو جائیں تو (حضرت) جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ امیر بنیں اور اگر حضرت جعفر بن ابی طالب شہید ہو جائیں تو (حضرت) عبد اللہ بن رواحہ (رضی اللہ عنہ) امیر مقرر ہوں اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو مسلمان جس کو چاہیں امیر بنالیں۔''

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ مدارج النبوت میں لکھتے ہیں۔ یہ ترتیب امارت یا تو وحی والہام الٰہی سے واقع ہوئی یا حق تعالیٰ نے زبانِ حق ترجمان پر ایسا ہی جاری فرمایا تھا۔

حضور ﷺ نے سفید علَم تیار کر کے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو مرحمت فرمایا اور ثنیۃ الوداع تک اُن کے ساتھ مشایعت فرمائی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے حضرت زید، حضرت جعفر اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر لوگوں کو سنادی جبکہ ابھی تک کوئی خبر نہیں آئی تھی۔ آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرما رہے تھے، حضرت زید رضی اللہ عنہ نے سرداری کا جھنڈا سنبھالا وہ شہید ہوئے پھر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے جھنڈا سنبھالا وہ شہید ہوئے پھر حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا سنبھالا وہ شہید ہوئے۔ آپ ﷺ فرماتے تھے اور آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے پھر آپ ﷺ نے فرمایا: **حَتّٰی اَخَذَ الرَّایَۃَ سَیْفٌ مِنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ حَتّٰی فَتَحَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ** ۱۰ یہاں تک اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی تلواروں میں سے ایک تلوار (حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ) نے جھنڈا سنبھالا اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے اُن کے ہاتھ فتح دی اُس دن سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا لقب سیف اللہ ہو گیا،

---

۹ بخاری جلد۲ ص ۶۱۱۔ ۱۰ بخاری جلد۲ ص ۶۱۱۔

رمضان المبارک کے فضائل اور مسائل

از قلم: صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں شعبان (المعظم) کے آخری دن خطاب فرمایا: ''اے لوگو! تم پر ایک عظیم مہینہ سایہ فگن ہونے والا ہے۔ یہ مہینہ برکت والا ہے۔ اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ اس (ماہ) کے روزے اللہ (تبارک و تعالیٰ) نے فرض کیئے ہیں۔ اس کی رات (یعنی راتوں) کا قیام، زائد عبادت بنایا۔ جو کوئی (صاحب ایمان) اس مہینہ میں رب ذوالجلال کی رضا اور قرب حاصل کرنے کے لئے غیر فرض عبادت (یعنی سنت یا نفل) ادا کرے گا تو وہ گویا ایسے ہے جیسے دوسرے مہینے میں اس نے فرض ادا کیا۔ اور جو اس مہینہ میں فرض ادا کرے گا وہ ایسے ہوگا جیسے اس نے دوسرے مہینے میں ستر فرض ادا کیئے۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ یہ ہمدردی اور غم خواری کا مہینہ ہے اور یہی وہ مہینہ ہے جس میں مومن بندوں کے رزق میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ اس مہینہ میں جو (صاحب ایمان) کسی (ایمان والے) کا روزہ افطار کروائے گا (اس کے لئے تین اجر ہیں): (۱)۔ اس کے لئے اس کے گناہوں کی بخشش ہے، (۲)۔ اس کی گردن (جہنم کی) آگ سے آزاد ہوگی اور (۳)۔ اس کو روزہ دار کی طرح ثواب ملے گا۔ بغیر اس کے کہ روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی ہو۔ (حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) ہم میں سے ہر ایک کو روزہ افطار کرانے کا سامان میسر نہیں ہوتا (تو کیا غرباء اس عظیم بے مثال ثواب سے محروم رہیں گے؟) غریبوں کے ملجی، یتیموں کے ماویٰ بیکسوں کے والی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ (تبارک و تعالیٰ) یہ ثواب اس (ایمان والے غریب) کو بھی عطا فرمائے گا جو دودھ کے ایک گھونٹ سے یا ایک کھجور سے یا صرف پانی ہی کے ایک گھونٹ سے روزہ دار کا روزہ افطار کرا دے۔ (حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلسلہ خطاب کو جاری رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا) اور جو کسی روزہ دار کو پورا کھانا کھلائے (یعنی خوب سیر کرائے)، اللہ (تبارک و تعالیٰ) اس کو میرے حوضِ (کوثر) سے ایسا سیراب کرے گا کہ اس کو کبھی پیاس نہیں لگے گی یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہو جائے۔ (بعد ازیں کریم آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا) یہ وہ مہینہ ہے کہ جس کے اول حصہ میں رحمت ہے۔ درمیانی حصہ میں مغفرت ہے اور آخری حصہ میں آگ سے آزادی ہے اور جو شخص اس مہینہ میں اپنے غلام و خادم کے کام میں تخفیف کرے گا۔ اللہ (غفور و رحیم) اسے بخش دے گا اور اسے (جہنم کی) آگ سے رہائی اور آزادی عطا فرمائے گا''۔ [۱]

عنایات ربانی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب رمضان المبارک کا مہینہ آتا ہے تو آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں'' اور ایک روایت میں ہے ''رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں''۔ [۲] حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب رمضان المبارک کی پہلی تاریخ ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جن قید کر دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں کہ ان میں سے کوئی دروازہ نہیں کھولا جاتا اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جن میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور پکارنے والا پکارتا ہے کہ اے بھلائی چاہنے والے آ، اور برائی چاہنے والے باز اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے لوگ آگ سے آزاد کیئے

---

[۱] مشکوٰۃ ص ۱۷۳، الجامع لشعب الایمان جلد ۷ ص ۲۱۶، صحیح ابن خزیمہ جلد ۳ ص ۱۹۱، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۹۴، تفسیر مظہری جلد ۱ ص ۱۹۹، درمنثور جلد ۱ ص ۴۴۶۔

[۲] بخاری جلد ۱ ص ۲۵۵، مسلم جلد ۱ ص ۳۴۶، مشکوٰۃ ص ۱۷۳، مسند احمد جلد ۲ ص ۲۸۱، درمنثور جلد ۱ ص ۱۸۳، نسائی جلد ۱ ص ۲۹۹، ترمذی جلد ۱ ص ۱۴۷۔

جاتے ہیں اور یہ ہررات ہوتا ہے“۔ ۳؎

جھوٹی بات اور روزہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں جو (روزہ رکھنے کے بعد) جھوٹی باتیں اور برے کام نہ چھوڑے تو اللہ رب العزت کو اس کے کھانا پانی چھوڑنے کی پرواہ نہیں۔ ۴؎

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کئی روزے دار وہ ہیں جنہیں روزوں میں سوائے پیاس کے کچھ حاصل نہیں اور بہت سے شب خیز وہ ہیں جنہیں شب خیزی میں سوائے بے خوابی کے کچھ میسر نہیں“۔ ۵؎

یہ وہ لوگ ہیں جو روزے میں گالی گلوچ، غیبت، بہتان وغیرہ گناہوں سے نہیں بچتے۔ یہ لوگ بھوک پیاس کی تکلیف تو اٹھاتے ہیں مگر روزہ کا ثواب حاصل نہیں کرتے۔ یہاں پیاس کا اس لئے ذکر کیا ہے کہ روزے میں بھوک کے مقابلے میں پیاس زیادہ محسوس ہوتی ہے۔ اس قسم کے روزے سے گو شرعی فرض ادا ہو جاتا ہے مگر روحانیت اور درجات کی بلندی نصیب نہیں ہوتی۔

حدیث شریف میں شب خیزی کا بھی ذکر ہوا ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ جو شخص رات کی عبادات حضور قلبی کے بغیر پڑھے وہ جاگنے کی مشقت تو اٹھاتا ہے مگر جاگنے کے مقصد کو نہیں پاتا۔ رات کو جاگے بھی اور خشوع و خضوع کے بغیر عبادت کی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ شیطان کے داؤ سے بچائے اور صحیح صحیح انداز اور آداب عبادت کا فہم نصیب فرمائے۔ (آمین!)

روزے کی حالت میں مسواک کرنا:

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں ”میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے شمار مرتبہ روزے کی حالت میں مسواک کرتے ہوئے دیکھا“۔ ۶؎

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ”روزے دار کا بہترین مشغلہ مسواک ہے“۔ ۷؎

حضرت عبدالرحمٰن بن غنم سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے پوچھا ”کیا میں روزے میں مسواک کر سکتا ہوں؟ فرمایا ہاں! پوچھا دن کے کس حصہ میں؟ فرمایا ہر حصہ میں“۔ ۸؎ اسی حدیث شریف کی وجہ سے حضرت امام ابو حنیفہ اور حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ روزے میں ہر وقت ہر قسم کی مسواک بلا کراہت جائز ہے۔ زوال سے پہلے کرے یا زوال کے بعد، تر مسواک کرے یا خشک بہرحال بلا کراہت درست ہے۔

روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تبارک و تعالیٰ کو ایسے پیاری ہے جیسے غازی کے قدم کی گرد و غبار، اگر غازی اپنے قدموں پر ویسے ہی خاک ڈال لے تو ثواب ملتا نہیں اور اگر وہ قدموں کی دھول جھاڑ دے تو ثواب گھٹتا نہیں۔ ایسے ہی اگر روزہ دار بہ تکلف منہ میں بو پیدا کرلے تو ثواب ملتا نہیں اگر مسواک کرلے تو ثواب گھٹتا نہیں۔

افطاری:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ”لوگ بھلائی میں رہیں گے جب تک افطاری جلدی کرتے رہیں گے“۔ جلدی سے مراد نماز مغرب سے پہلے افطاری کرنا یا سورج کے غروب کا یقین ہو جانے پر افطاری کرنا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جب رات ادھر سے آجائے اور دن ادھر چلا جائے اور سورج ڈوب جائے تو روزہ دار افطار کرلے“۔ ۹؎

۳؎ مشکوٰۃ ص ۱۷۳، ترمذی جلد ۱ حدیث نمبر ۶۸۴، مستدرک حاکم جلد ۱ ص حدیث نمبر ۴۲۱، در منثور جلد ۱ ص ۱۸۳، السنن الکبریٰ للبیھقی جلد ۴ ص ۳۰۳، کنز العمال حدیث نمبر ۲۳۶۶۴۔ ۴؎ بخاری جلد ۱ ص ۲۵۵، ابن ماجہ ص ۱۲۲، ابو داؤد جلد ۱ ص ۳۲۹، ترمذی جلد ۱ ص ۱۵۰، فتح الباری جلد ۴ ص ۱۱۶-۱۰۴، مشکوٰۃ ص ۱۷۶۔ ۵؎ مشکوٰۃ ص ۱۷۷، دارمی جلد ۲ ص ۳۰۱، مسند احمد جلد ۲ ص ۴۴۱۔ ۶؎ ترمذی جلد ۱ ص ۱۵۴، ابو داؤد جلد ۱ ص ۳۲۹، مشکوٰۃ ص ۱۷۶۔ ۷؎ ابن ماجہ ص ۱۲۲۔ ۸؎ مرآۃ جلد ۳ ص ۱۶۵۔ ۹؎ مسلم جلد ۱ ص ۳۵۱، بخاری جلد ۱ ص ۲۶۳، مشکوٰۃ ص ۱۷۵، ابن ماجہ ص ۱۲۳، ترمذی جلد ۱ ص ۱۵۰، السنن الکبریٰ للبیھقی جلد ۴ ص ۲۳۷، مسند احمد جلد ۵ ص ۳۳۹-۳۳۷، ۳۳۴-۱۳۱، شرح السنۃ جلد ۶ ص ۲۵۴، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ ص ۱۲، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۶ ص ۲۳۵-۲۳۰-۶۷۰، در منثور جلد ۱ ص ۲۰۰، فتح الباری جلد ۴ ص ۱۹۹-۱۹۸، الترغیب والترھیب جلد ۲ ص ۱۳۹۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) ارشاد فرماتا ہے کہ مجھے وہ بندہ بہت پیارا ہے جو افطار میں جلدی کرے''۔[۱۰]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''دین غالب رہے گا جب تک لوگ جلد افطاری کرتے رہیں گے۔ کیونکہ یہودی اور عیسائی دیر سے افطار کرتے ہیں''۔[۱۱]

کس نعمت خداوندی سے افطار کی جائے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز (مغرب) سے قبل چند (طاق) کھجوروں سے روزہ افطار فرماتے تھے۔ اگر تر کھجوریں نہ ہوتیں تو خشک چھوہاروں سے اور اگر خشک چھوہارے بھی نہ ہوتے تو پھر روزہ افطار فرمانے کے لئے پانی کے چند گھونٹ نوش فرمالیتے۔[۱۲]

ترمذی شریف میں ہے کہ جب تم میں سے کوئی روزہ افطار کرے تو چھوہارے سے افطار کرے کہ **فانه بركة** ''پس یہ برکت ہے''۔ حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی روزہ افطار کرنے لگے تو چھوہارے سے افطار کرے کہ یہ برکت ہے پھر اگر چھوہارا نہ پائے تو پانی سے افطار کرے کہ یہ پاک کرنے والا ہے''۔[۱۳]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے پہلے چند تر کھجوروں پر روزہ افطار فرماتے تھے اگر تر کھجوریں نہ ہوتیں تو خشک چھوہاروں سے' اگر چھوہارے نہ ہوتے تو پانی کے چند گھونٹ پی لیتے''۔[۱۴]

محولہ بالا احادیث مبارکہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم افطاری میں جن چیزوں کو پسند فرماتے یا ترجیح دیتے وہ یہ ہیں: ا۔ کھجور، ۲۔ چھوہارہ، ۳۔ پانی اور ۴۔ دودھ۔

ہمیں بھی افطاری میں انہی چیزوں کو فوقیت دینی چاہئے۔ افطاری انہی میں سے کسی ایک کے ساتھ کی جائے بعد میں جو دل پسند پاکیزہ حلال چیزیں ہوں حسبِ منشاء میں کھا سکتے ہیں۔

افطاری کے وقت کی دعا:

حضرت معاذ بن زہرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روزہ افطار فرماتے تو یہ کلمات فرماتے: **اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ**[۱۵] ''اے میرے اللہ (تبارک وتعالیٰ) میں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور میں نے تیرے رزق پر افطار کیا''۔

قے اور روزہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جسے روزہ کی حالت میں قے آجائے اس پر قضاء نہیں اور جو جان بوجھ کر قے کرے وہ روزہ کی قضاء دے[۱۶] (یعنی وہ روزہ جس میں قے کی ہے اس کو دوبارہ رکھے)۔

اسی پر چاروں اماموں کا عمل ہے کہ اگر کوئی شخص روزہ یاد ہوتے ہوئے قے کرے تو روزہ جاتا رہے گا کیونکہ قے کا کچھ غیر محسوس حصہ حلق میں واپس لوٹ جاتا ہے جس کا احساس نہیں ہوتا۔ امام ابو یوسف علیہ الرحمہ نے عمداً منہ بھر قے ہونے کی پابندی لگائی ہے مگر قے کر دینے سے صرف قضاء واجب ہوگی کفارہ نہ ہوگا۔

روزہ کے دیگر مسائل:

(۱) حلال رزق سے روزہ رکھنا اور افطار کرنا چاہئے۔ اگر کوئی شخص حرام کھانا کھا کر روزہ رکھتا ہے اور حرام چیز سے افطار

[۱۰] مشکوٰۃ ص ۱۷۵۔ [۱۱] ابوداؤد جلد ۱ ص ۳۲۹' ابن ماجہ ص ۱۲۳' مشکوٰۃ ص ۱۷۶' مسند احمد جلد ۲ ص ۴۵۰' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۲۳۷' مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۴۳۱' الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۱۴۰۔ [۱۲] ترمذی جلد ۱ ص ۱۵۰' ابوداؤد جلد ۱ ص ۳۲۸' مشکوٰۃ ص ۱۷۵۔ [۱۳] مشکوٰۃ ص ۱۷۵' مرآۃ جلد ۳ ص ۱۵۴' مسند احمد جلد ۴ ص ۱۷' ترمذی حدیث نمبر ۶۵۸' ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۶۹۹' دارمی جلد ۲ ص ۷۔ [۱۴] مشکوٰۃ ص ۱۷۵' مرآۃ جلد ۳ ص ۱۵۵' ترمذی حدیث نمبر ۶۹۶۔ [۱۵] ابوداؤد جلد ۱ ص ۳۲۹' مشکوٰۃ ص ۱۷۵' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۲۳۹' کتاب الاذکار ص ۱۷۴' ۱۷۳' شرح السنۃ جلد ۶ ص ۲۶۵' مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ ص ۱۰۰' سنن دار قطنی جلد ۲ ص ۱۸۵۔ [۱۶] مشکوٰۃ ص ۱۷۶' مرآۃ جلد ۳ ص ۱۶۳' مسند احمد جلد ۲ ص ۴۹۸' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۲۱۹۔ (ادارہ)

کرتا ہے تو فرض روزہ تو ادا ہو جاتا ہے مگر حرام کھانے کا گناہ علیحدہ ہے۔(۲) کھٹی ڈکار سے روزہ نہیں جاتا۔(۳) منجن ناجائز و حرام نہیں جبکہ اطمینان کافی ہو کہ اس کا کوئی جز و حلق میں نہ جائے گا۔ مگر بے ضرورت صحیحہ کراہت ضرور ہے۔(۴) روزے میں اپنی عورت کو لپٹانا یا پاس لیٹنا جس سے خواہش غالب ہو اور مذی نکلے۔ ان افعال سے روزہ جانے کی کوئی صورت نہیں جب تک انزال نہ ہو اور خالی پاس لیٹنا یا بوسہ لینا یا بدن چھونا کچھ نہ ہو تو مکروہ بھی نہیں۔ رہا لپٹنا یا بوسہ لینا یا بدن چھونا ان میں اگر بہ سبب غلبہ شہوت ' فساد صوم کا اندیشہ ہو یعنی خوف ہے کہ صبر نہ کر سکے گا اور معاذ اللہ جماع میں مبتلا ہو جائے گا یا بلا جماع ہی ان افعال کی حالت میں انزال ہو جائے گا تو یہ سب فعل مکروہ و ممنوع ہیں۔ اگر یہ اندیشہ نہ ہو تو کچھ حرج نہیں۔ مگر مباشرت فاحشہ یعنی ننگے بدن لپٹانا کہ ذکر فرج کو مس کرے' روزے میں مطلقاً مکروہ ہے۔ اسی طرح سراج وہاج میں بوسہ فاحشہ کو بھی مطلقاً مکروہ فرمایا۔ بوسہ فاحشہ' عورت کے لب اپنے لبوں میں لے کر چبائے یا چوسے اور زبان چوسنا بدرجہ اولیٰ مکروہ ہے۔ جبکہ عورت کا لعاب دہن جو اس کی زبان چوسنے سے اس کے منہ میں آئے۔ تھوک دے اور اگر حلق میں اتر گیا تو کراہت درکنار روزہ ہی جاتا رہے گا اور اگر قصداً بحالت لذت پی لیا تو کفارہ بھی لازم آئے گا۔(۵) جس شخص کو حاجت غسل ہو اس کا روزہ ہو جائے گا۔ لیکن بہتر ہے کہ غسل کر کے سحری کھائے۔ اگر وقت تھوڑا ہو تو وضو کر لے اور اگر اتنا بھی وقت نہ ہو تو غرغرہ کر کے کھانا کھا لے' روزہ رکھ لے اور بعد میں نہا لے۔ مگر نہانے میں اتنی دیر نہ کرے کہ جماعت قضاء ہو جائے کہ یہ گناہ کبیرہ ہے۔ طہارت بہ اجماع ائمہ اربعہ روزے کی شرط نہیں۔ بہرحال گناہ کبیرہ کے ارتکاب سے روزے کی نورانیت میں فرق آئے گا۔ اس لئے نہیں کہ جنبی تھا بلکہ اس لئے کہ نماز فوت کی۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی ریشمی کپڑے پہن کر قرآن عظیم کی تلاوت کرے' اس سے نہ تو تلاوت میں نقص ہوا نہ اس کے ثواب میں کمی' ہاں ظلمت گناہ ملنے کے باعث اس کے لئے نورانیت خالصہ نہ رہی۔(۶) روزہ رکھ کر سو جانے کے بعد احتلام ہونے سے روزہ میں کوئی نقص پیدا نہیں ہوتا۔(۷) مکھی' غبار یا دھواں حلق میں جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا' خود قصداً حلق میں پہنچانے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔ جبکہ روزہ دار ہونا یاد ہو۔ (۸) تیل یا سرمہ لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اگرچہ تھوکتے وقت سرمہ کا رنگ نظر آتا ہو۔(۹) بات کرنے میں تھوک سے ہونٹ تر ہو گئے اسے پی گیا۔ رال ٹپکی تار ٹوٹی نہیں نگل گیا تھوک یا کھنگار نگل گیا روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ مگر ان باتوں سے احتیاط بہتر ہے' یہ عمل مکروہ ہے۔(۱۰) کفارہ میں مسلسل بلا ناغہ ساٹھ روزے رکھنا شرط ہے' اگر درمیان میں ناغہ ہو جائے تو پھر نئے سرے سے پے در پے ساٹھ روزے رکھنے پڑتے ہیں۔ لیکن عورتوں کے لئے حیض کے دنوں کی معافی ہے۔(۱۱) جھوٹ' چغلی' غیبت' گالی دینا' بے ہودہ بات کرنا' کسی کو تکلیف دینا وغیرہ یہ چیزیں ویسے بھی ناجائز و حرام ہیں۔ روزہ میں اور زیادہ حرام کہ ان کی وجہ سے روزہ میں کراہت آتی ہے۔(۱۲) گلاب یا مشک وغیرہ سونگھنا مکروہ نہیں۔ (۱۳) آج کل ریڈیو ٹی وی اور مساجد سے اعلان ہوتا ہے کہ سحری کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ اس کے بعد کھانا پینا جائز نہیں جو شخص کھانا کھاتا رہے گا اس کا روزہ نہیں ہو گا۔(۱۴) اگر کبھی ایسا ہو کہ آنکھ اس وقت کھلے جب کہ وقت سحری گذر چکا ہو تو روزہ رکھنے کا ارادہ بھی ہو تو بغیر کچھ کھائے پیئے روزہ رکھا جا سکتا ہے۔ مگر ایسا معمول نہیں ہونا چاہیئے کہ سحری کے وقت انسان جاگ بھی رہا ہو اور بغیر کھائے پیئے روزہ رکھ لے۔(۱۵) عام طور پر یہ سنا جاتا ہے کہ اذانیں ہوتی رہتی ہیں اور لوگ بدستور کھاتے پیتے رہتے ہیں۔ کبھی کوئی کہتا ہے کہ ہماری مسجد کی ابھی اذان نہیں ہوئی یا کوئی کہتا ہے جب تک اذان ہوتی رہے کھاتے رہنے میں کوئی حرج نہیں۔ یہ سب من گھڑت باتیں ہیں۔ ہر صاحب ایمان کو علم ہونا چاہیئے کہ اذانیں ہوتی ہی اس وقت ہیں جبکہ سحری کھانے کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ اس لئے اپنے ساتھ انصاف کرنا چاہیئے اور اس عظیم عبادت سے مذاق نہیں کرنا چاہیئے۔

نوافل

(اس ماہ کا خصوصی مضمون)

(ادارہ)

نفل وہ عبادت ہے جس کا شریعت نے بندے کو مکلّف نہ کیا ہو بلکہ بندہ اپنی خوشی سے کرے' نفل کو تطوع بھی کہتے ہیں۔ تطوع' طوع یا طاعۃ سے بنا ہے بمعنی فرمانبرداری۔ اب اصطلاع میں نفلی عبادت کو تطوع کہا جاتا ہے۔ یہ لفظ ہر نفلی عبادت پر بولا جاتا ہے۔

فرائض' واجبات اور سنن کے بعد نفل کا درجہ ہے۔ جب انسان فرائض عبادت بجا لاتا ہے اور پھر نفل پڑھتا ہے تو رب ذوالجلال کو ایسا بندہ بہت پیارا لگتا ہے۔

نفل ذریعہ قرب الٰہی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے ''جو شخص میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے میں اُسے خبر کئے دیتا ہوں کہ میں اُس سے لڑوں گا اور میرا بندہ جن جن عبادتوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے اُن میں کوئی عبادت مجھ کو اِس سے زیادہ پسند نہیں ہے جو میں نے اُس پر فرض فرمائی ہے۔ (یعنی فرائض مجھے بہت پسند ہیں نماز پنجگانہ' رمضان المبارک کے روزے' زکوٰۃ اور حج) وَمَا یَزَالُ عَبۡدِیۡ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ ''اور میرا بندہ (فرض ادا کرنے کے بعد) نفل عبادات کرکے مجھ سے اتنا نزدیک ہو جاتا ہے'' کہ میں اُس سے محبت کرنے لگتا ہوں پھر تو یہ حال ہوتا ہے کہ میں ہی اُس کا کان ہوتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اُس کی آنکھ ہوتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اُس کا ہاتھ ہوتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اُس کا پاؤں ہوتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے وہ اگر مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو میں اُس کو دیتا ہوں وہ اگر کسی (دشمن یا شیطان) سے میری پناہ چاہتا ہے تو اُس کو محفوظ رکھتا ہوں اور مجھ کو کسی کام میں جس کو میں کرنا چاہتا ہوں اتنا تردد (پس وپیش) نہیں ہوتا جتنا اپنے مسلمان بندے کی جان نکالنے میں ہوتا ہے وہ موت کو (بوجہ تکلیف جسمانی) بُرا سمجھتا ہے اور مجھے بھی اُس کو تکلیف دینا بُرا لگتا ہے۔[1]

نفل فرضوں کی جگہ شمار ہوں گے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا:-

اَوَّلُ مَا یُحَاسَبُ بِهِ الۡعَبۡدُ یَوۡمَ الۡقِیَامَةِ مِنۡ عَمَلِهٖ صَلٰوتُهٗ فَاِنۡ صَلُحَتۡ فَقَدۡ اَفۡلَحَ وَاَنۡجَعَ وَاِنۡ فَسَدَتۡ فَقَدۡ خَابَ وَخَسِرَ فَاِنِ انۡتَقَصَ مِنۡ فَرِیۡضَتِهٖ شَیۡءٌ قَالَ الرَّبُّ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اُنۡظُرُوۡا هَلۡ لِعَبۡدِیۡ مِنۡ تَطَوُّعٍ فَیُکَمَّلُ بِهَا مَا نُتَقَصَ مِنَ الۡفَرِیۡضَةِ ثُمَّ یَکُوۡنُ سَائِرُ عَمَلِهٖ عَلٰی ذٰلِکَ[2]

''قیامت کے دن بندے کے جس عمل کا سب سے پہلے حساب ہوگا وہ اُس کی نماز ہے اگر نماز ٹھیک ہوگئی تو بندہ کامیاب ہوگیا اور نجات پا گیا اور اگر نماز بگڑ گئی تو محروم رہ گیا اور نقصان پا گیا اگر بندے کے فرضوں میں کمی ہوگی تو رب تبارک وتعالیٰ فرمائے گا کہ دیکھو کیا میرے بندے کے پاس کچھ نفل ہیں اُن سے فرض کی کمی پوری کردی جائے گی پھر بقیہ اعمال اِسی طرح ہوں گے''

یہاں کمی سے مراد ادا میں کمی نہیں بلکہ طریقہ ادا میں کمی مراد ہے یعنی اگر کسی نے فرائض ناقص طریقے سے ادا کئے ہوں گے تو وہ کمی نوافل سے پوری کردی جائے گی یہ مطلب نہیں کہ وہ بندہ فرض نماز نہ پڑھے نفل پڑھتا رہے اور وہاں نفل فرض بن جائیں۔

[1] بخاری جلد۲ص ۹۶۳' شرح السنۃ جلد۵ص ۱۹' السنن الکبریٰ للبیھقی جلد۳ص ۳۶۴' جلد۱۰ص ۲۱۹' تفسیر قرطبی جلد۳ جز۶ص ۱۸۹' تلخیص الحبیر جلد۳ص ۱۱۷' مشکوٰۃ ص ۱۹۷' فتح الباری جلد۱۱ص ۳۴۰۔ [2] ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۴۲۶' مسند احمد جلد۴ص ۱۰۴' مشکوٰۃ ص ۱۱۷' مجمع الزوائد جلد۱ص ۲۹۱۔

www.seedharastah.com

تحیۃ الوضو کے نفل:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، جس نے صحیح اور مکمل وضو کیا:-

ثُمَّ یُصَلِّی رَکْعَتَیْنِ لَا یُحَدِّثُ نَفْسَهُ فِیْهِمَا بِشَیْءٍ غُفِرَ لَهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ ۳ "پھر دو نفل پڑھے جن میں اپنے دل سے کچھ باتیں نہ کرے تو اُس کے پچھلے گذشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔"

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے فرمایا:- **مَامِنْ مُسْلِمٍ یَتَوَضَّأُ فَیُحْسِنُ وُضُوْءَهٗ ثُمَّ یَقُوْمُ فَیُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ مُقْبِلاً عَلَیْهِمَا بِقَلْبِهٖ وَوَجْهِهٖ اِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ** ۴

"جو کوئی مسلمان وضو کرے، اچھا وضو کرے پھر کھڑے ہو کر دو نفل دل اور منہ سے متوجہ ہو کر پڑھے تو اُس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔"

یعنی جو وضو کے بعد دو نفل تحیۃ الوضو پڑھے اور عملاً ادھر اُدھر خیال نہ دوڑائے بلاقصد قلبی خطرات معاف ہیں۔ تو ایسے شخص کے تمام صغیرہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ محولہ بالا احادیث مبارکہ میں تحیۃ الوضو کی نماز کی فضیلت بیان کی گئی ہے یہ مطلب نہیں کہ دو رکعت نماز تحیۃ الوضو پڑھ لی تو باقی نمازیں معاف ہیں اور تحیۃ الوضو سے جنتی ہو جاتا ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم سے تحیۃ الوضو کے نفل پڑھنے والے کو نیک اعمال کی توفیق ملتی ہے اور مرتے وقت تک ایمان پر قائم رہتا ہے۔ جب تحیۃ الوضو کی یہ برکات ہیں تو فرض نمازوں کی فضیلت مسلمہ ہے۔

اذان سے پہلے دو نفل اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، حضور نبی کریم ﷺ نے صبح کی اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا: **بِمَا سَبَقْتَنِیْ اِلَی الْجَنَّةِ** "تم کس وجہ سے جنت میں مجھ پر سبقت لے گئے۔" "میں جنت میں کبھی نہ گیا مگر (جب گیا) تو اپنے آگے آگے تیری آہٹ سنی" عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں نے کبھی اذان نہ کہی مگر دو رکعتیں پڑھ لیں اور مجھے کبھی حدث نہ ہوا (یعنی وضو نہ ٹوٹا) مگر اُسی وقت وضو کر لیا اور میں نے سمجھ لیا مجھ پر اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے لئے دو رکعتیں لازم ہیں، تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا: **بِهِمَا** "انہی کی وجہ سے"۔ ۵

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی نماز:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فجر کی نماز کے وقت فرمایا:-

یَابِلَالُ حَدِّثْنِیْ بِاَرْجٰی عَمَلٍ عَمِلْتَهٗ فِی الْاِسْلَامِ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَیْکَ بَیْنَ یَدَیَّ فِی الْجَنَّةِ ۶

"اے بلال (رضی اللہ عنہ) مجھے اپنے امید افزا کام کی خبر دو جو تم نے اسلام میں کیا کیونکہ میں نے جنت میں اپنے آگے تمہارے نعلین کی آہٹ سنی" عرض کیا میں اپنے نزدیک کوئی امید افزا کام نہیں کرسکا بجز اس کے کہ دن اور رات کی کسی گھڑی میں جب بھی وضو کیا تو اس قدر نماز پڑھ لی جو میرے مقدر میں تھی

یعنی دن رات میں جب بھی میں نے وضو کیا تو دو نفل تحیۃ الوضو پڑھ لئے یہاں اوقات غیر مکروہ میں پڑھنا مراد ہے آپ ﷺ کا حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھنا اس لئے تھا تاکہ آپ جواب دیں اور اُمت اس پر عمل کرے ورنہ رسول کریم ﷺ تو ہر شخص کے کھلے چھپے عمل سے واقف ہیں۔ یہ خصوصی درجہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو نصیب ہوا۔

تحیۃ المسجد:

حضرت ابوقتادہ سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے

---

۳ مرآۃ جلد ۱ ص ۲۳۶، مشکوٰۃ ص ۳۹۔ ۴ مرآۃ جلد ۱ ص ۲۳۶، مشکوٰۃ ص ۳۹۔ ۵ مشکوٰۃ ص ۱۱۷، مرآۃ جلد ۲ ص ۳۰۴۔ ۶ مشکوٰۃ ص ۱۱۶، مسند احمد جلد ۲ ص ۳۳۳، ۴۳۹، الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۱۷۲، کنز العمال حدیث نمبر ۱۷۵۔

ہیں، رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

اِذَا دَخَلَ اَحَدُکُمُ الْمَسْجِدَ فَلْیَرْ کَعْ رَکْعَتَیْنِ قَبْلَ اَنْ یَّجْلِسَ ۷

’’جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں (تحیۃ المسجد کی) پڑھ لے۔‘‘

یہ دو رکعت نماز تحیۃ المسجد ہے، ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے تمام ائمہ کا اِس پر اتفاق ہے کہ یہ نماز مستحب ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جو شخص مکروہ اوقات میں داخل ہو وہ رسول کریم ﷺ کے اِس امر میں داخل نہیں۔ اِن کا وقت مسجد میں آ کر بیٹھنے سے پہلے وقتِ فضلیت ہے۔

نماز اشراق:

حضرت معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ قَعَدَ فِیْ مُصَلَّاہُ حِیْنَ یَنْصَرِفُ مِنْ صَلٰوۃِ الصُّبْحِ حَتّٰی یُسَبِّحَ رَکْعَتَیِ الضُّحٰی لَا یَقُوْلُ اِلَّا خَیْرًا غُفِرَلَہٗ خَطَایَاہُ وَاِنْ کَانَتْ اَکْثَرَ مِنْ زُبَدِ الْبَحْرِ ۸

’’جو شخص نماز فجر کی ادائیگی کے بعد اپنے مصلے پر بیٹھا رہے حتی کہ اشراق کے نفل پڑھ لے (اور اِس دوران) صرف خیر ہی بولے تو اُس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ سے زیادہ ہوں۔‘‘ یعنی اُس کے صغیرہ گناہ کتنے بھی ہوں نماز اشراق اور مصلے پر رہنے کی برکت سے معاف ہو جائیں گے۔

حدیث شریف:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **مَنْ صَلَّی الْفَجْرَ فِیْ جَمَاعَۃٍ ثُمَّ قَعَدَ یَذْکُرُ اللّٰہَ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ کَانَتْ لَہٗ کَاَجْرِ حَجَّۃٍ وَّعُمْرَۃٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ تَامَّۃٍ تَامَّۃٍ تَامَّۃٍ** ۹

’’جو مسلمان فجر کی نماز باجماعت پڑھے پھر بیٹھ کر اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر کرتا رہے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے پھر (طلوع آفتاب کے بعد) دو رکعت (نفل) نماز (اشراق) پڑھے تو اُسے حج اور عمرہ کا پورا (یعنی پورے حج اور عمرہ) کا ثواب حاصل ہو گا۔ پورا پورا پورا‘‘۔

چاشت کی نماز:

اسے ’’**صَلٰوۃُ الضُّحٰی**‘‘ کہتے ہیں، **ضُحٰے ضَحْوٌ** سے بنا ہے اس کا مطلب ہے دن کی بلندی یا آفتاب کی شعاع۔ نماز چاشت کا وقت صبح 9 بجے سے لیکر ساڑھے 11 بجے تک ہوتا ہے چاشت کم از کم چار اور زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعتیں ہیں۔

حضرت معاذہ سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ نماز چاشت کتنی پڑھتے تھے، فرمایا: **قَالَتْ اَرْبَعُ رَکْعَاتٍ وَیَزِیْدُ مَاشَاءَ اللّٰہُ** ۱۰

’’فرمایا: چار رکعتیں اور جو اللہ (تبارک وتعالیٰ) چاہتا وہ زیادہ پڑھتے‘‘ یعنی آپ ﷺ نے چار رکعت سے کبھی کم نہ پڑھی ہاں کبھی زیادہ کر دیتے۔

حضرت اُم ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، فتح مکہ کے موقعہ پر نبی کریم ﷺ میرے گھر تشریف لائے **فَاغْتَسَلَ وَصَلّٰی ثَمَانِیَ رَکْعَاتٍ** ۱۱ ’’آپ ﷺ نے غسل (شریف) فرمایا اور آٹھ رکعتیں پڑھیں۔ میں نے

---

۷ بخاری جلد۱ ص۶۳، مسند احمد جلد۵ ص۳۰۳، ۲۹۵، السنن الکبریٰ للبیھقی جلد۳ ص۵۳، ابن ماجہ حدیث نمبر۱۰۱۲، صحیح ابن حزیمہ حدیث نمبر۱۳۲۵۔ ۸ مرآۃ جلد۲ ص۲۹۹، مشکوٰۃ ص۱۱۶۔ ۹ شرح السنۃ جلد۲ ص۲۹۷، مسند احمد جلد۱ ص۱۴۷، مجمع الزوائد جلد۲ ص۳۸، مسند ابوعوانۃ جلد۲ ص۲۲، بخاری جلد۱ ص۹۰، السنن الکبریٰ للبیھقی جلد۳ ص۶۵، الترغیب والترھیب جلد۱ ص۲۹۶، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر۲۲۱۰، ترمذی حدیث نمبر۵۸۶۔ ۱۰ مرآۃ جلد۲ ص۲۹۶، مشکوٰۃ ص۱۱۵۔ ۱۱ مشکوٰۃ ص۱۱۵، مرآۃ جلد۲ ص۲۹۵۔

اس سے ہلکی نماز کوئی نہ دیکھی بجز اس کے آپ ﷺ رکوع اور سجدہ پورا کرتے تھے دوسری روایت میں ہے یہ وقت چاشت کا تھا۔''

یہ حدیث شریف نماز چاشت کی بڑی قوی دلیل ہے یہ بھی معلوم ہوا یہ نماز گھر میں پڑھنی چاہیے یہ نماز نبی کریم ﷺ کی دوسری نمازوں سے ہلکی تھی یعنی قیام وقعدہ ہلکا تھا یہ مطلب نہیں کہ قیام وقعدہ پورا نہیں کیا البتہ رکوع وسجود دراز تھے۔

نماز استعانت یا نماز التجا:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں'

کَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا حَزَبَہٗ اَمْرٌ صَلّٰی ۱۲ ''نبی کریم ﷺ کو جب کوئی معاملہ پیش آتا ہے تو نماز پڑھتے'' جب نبی کریم ﷺ کسی معاملہ میں سختی' تنگی ملاحظہ فرماتے یا مصیبت دیکھتے تو نمازِ استعانت ادا فرماتے اِس نماز کا نام نمازِ التجا بھی ہے اور اس آیت مبارکہ پر عمل بھی ہے **اِسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ** ''اِس سے معلوم ہوا کہ یہ نماز رفع حاجت' حل مشکلات اور دفع بلیات کے لئے اکسیر ہے۔

نماز توبہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' مجھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خبر دی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سچے ہیں' فرماتے ہیں' میں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔

مَامِنْ رَجُلٍ یُّذْنِبُ ذَنْبًا ثُمَّ یَقُوْمُ فَیَتَطَھَّرُ ثُمَّ یُصَلِّیْ ثُمَّ یَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ اِلَّا غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ ثُمَّ قَرَءَ وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ ذَکَرُوا اللّٰہَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِھِمْ ۱۳

''ایسا کوئی شخص نہیں جو گناہ کرے پھر اٹھے وضو کرلے پھر نماز پڑھے پھر اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے معافی چاہے مگر اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُسے بخش دیتا ہے پھر یہ آیت پڑھی (ترجمہ) ''اور وہ لوگ کہ جب برائی کرلیں یا اپنی جانوں پر ظلم کر ڈالیں تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کو یاد کریں اور اپنے گناہوں کی معافی چاہیں''۔

اِس نماز کا نام ''نماز توبہ'' ہے۔ بہتر ہے کہ اس کی پہلی رکعت میں سورۃ الکافرون اور دوسری رکعت میں سورۃ الاخلاص پڑھی جائے نیز نماز پڑھنے سے پہلے بہتر ہے کہ غسل کیا جائے اور دُھلے ہوئے کپڑے پہنے جائیں۔

استغفار کی حقیقت یہ ہے کہ مجرم گزشتہ گناہوں پر نادم ہو اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد کرے اگر حقوق العباد سے توبہ کرتا ہے تو ساتھ اُن کی ادائیگی بھی کرے۔ گناہ پر قائم رہنا اور منہ سے توبہ توبہ کرنا یہ استغفار کی حقیقت نہیں۔

مسجد قبا (شریف) میں دو رکعتیں:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں'

کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَاتِیْ مَسْجِدَ قُبَآءَ کُلَّ سَبْتٍ مَّاشِیًا وَّرَاکِبًا وَیُصَلِّیْ فِیْہِ رَکْعَتَیْنِ ۱۴

''نبی کریم ﷺ ہر ہفتہ کے دن مسجد قبا شریف میں پیدل اور سوار تشریف لے جاتے اور اُس میں دو رکعتیں پڑھتے''

قبا ایک بستی ہے جو مدینہ منورہ سے تقریباً چار کلومیٹر دور ہے وہاں کی مسجد کا نام ''قبا'' ہے اسی جگہ نبی کریم ﷺ نے ہجرت کے دن مدینہ منورہ میں تشریف آوری سے پہلے قیام فرمایا اور یہی مسجد پہلے بنائی گئی۔ قرآن مجید میں اِس مسجد کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔ **لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ** ''جس مسجد کی بنیاد اوّل دن سے تقویٰ پر رکھی گئی''۔

یہ آیت مبارکہ اس بات کی دلیل ہے کہ ایسی قدیم مساجد میں نماز پڑھنا مستحب ہے جو اللہ تبارک تعالیٰ کی عبادت کی غرض کے لئے تعمیر کی گئی ہوں۔ مسجد قباء انصار کی مسجد ہے وہ

۱۱ مشکوۃ ص ۱۱۵' ۱۱ مرآۃ جلد ۲ ص ۲۹۵ ۔ ۱۲ مشکوۃ ص ۱۱۷' ۱۱ مرآۃ جلد ۱ ص ۳۰۳ ۔ ۱۳ مشکوۃ ص ۱۱۷ ۔ ۱۴ مرآۃ جلد ۱ ص ۴۳۲' مشکوۃ ص ۶۸۔

حضرات مقبولین بارگاہِ الٰہی تھے۔ معلوم ہوا بزرگوں کی مسجدیں اور اُن کی قیام گاہیں متبرک ہیں اُن کی زیارت باعث ثواب ہے۔ اب قباء میں انصار نہیں ہیں لیکن اُن کی نسبت کی شرافت وہی ہے۔

بگفتا من گل ناچیز بودم دم
لیکن مدتے باگل نشستم

حضرت اسد بن ظہیر انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسجد قباء (شریف) میں دو رکعت نماز کا ثواب عمرہ کی مثل ہے۔'' ۱۵

نماز حاجت:

حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

مَنْ کَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ اِلَی اللّٰہِ اَوْ اِلٰی اَحَدٍ مِّنْ بَنِیْ آدَمَ فَلْیَتَوَضَّأْ فَلْیُحْسِنِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ لِیُصَلِّ رَکْعَتَیْنِ ''جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ سے یا کسی انسان سے حاجت ہو تو وہ اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعتیں پڑھ لے'' ثُمَّ لِیُثْنِ عَلَی اللّٰہِ فَلْیُصَلِّ عَلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم ''پھر اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد کرے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجے'' پھر کہے:-

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ سُبْحٰنَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَسْئَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِکَ وَالْغَنِیْمَةَ مِنْ کُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ کُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِیْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَاهَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِیَ لَکَ رِضًا اِلَّا قَضَیْتَهَا یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۱۶

''اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ حلم والا اور کرم والا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ پاک ہے۔ بڑے عرش کا مالک ہے۔ سب تعریفیں جہانوں کے مالک اللہ عزوجل کی ہیں۔ الٰہی میں تجھ سے تیری رحمت کے اسباب اور تیری بخشش کے اعمال اور ہر نیکی میں سے غنیمت اور ہر گناہ سے سلامتی مانگتا ہوں۔ میرا کوئی گناہ بغیر بخشے اور کوئی غم بغیر دور کئے نہ چھوڑ جو تیری رضا کا باعث ہے مگر اسے پورا کر دے۔ اے رحم کرنے والوں سے بڑے رحم کرنے والے''۔

دُعا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ لینا:

اپنی دُعاؤں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ لینا' تعلیم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور دُعا کی قبولیت کا سبب ہے۔ تفصیل ملاحظہ ہو:

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' ایک نابینا صحابی رضی اللہ عنہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے دُعا فرمایئے کہ وہ مجھے عافیت عطا فرمائے (یعنی آنکھ کی خرابی دور ہو جائے)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تو چاہے تو میں تیرے لیے دُعا فرماؤں اور اگر تو صبر کرے تو یہ تیرے لیے بہتر ہے۔ اُس نے عرض کیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم دُعا فرما دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وضو کر اور اچھی طرح سے وضو کر اور ان کے ساتھ دُعا کر۔ بعض روایات میں ہے کہ اُس کو فرمایا' دو رکعت نماز ادا کر اور یوں دُعا کر:۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ ۱۷ ''اے میرے اللہ (جل جلالک) میں تجھ سے،

۱۵ شرح السنۃ جلد۲ ص ۱۰۹' السنن الکبریٰ لـلبیھقی جلد۵ ص ۲۴۸' الترغیب والترھیب جلد۲ ص ۲۱۷۔ ۱۶ مشکوٰۃ ص ۱۱۷' الترغیب والترھیب جلد۱ ص ۴۷۶' مرآۃ جلد۲ ص ۳۰۴' ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۳۸۴۔ ۱۷ ابن ماجہ عربی ۱۰۰' المعجم الصغیر للطبرانی ص ۱۰۴' مسند احمد جلد۴ ص ۱۳۸ (۴ سندیں) جامع صغیر جلد۱ ص ۵۹' صحیح ابن خزیمہ جلد۲ ص ۲۲۵' ۲۲۶' ابن السنی ص ۲۲۲' تحفۃ الذاکرین ص ۱۸۰' حصن حصین عربی ص ۹۷' شفاء السقام ص ۱۶۵' کتاب الاذکار نووی ص ۱۵۷' حلبی کبیر ص ۴۳۲' مستدرک حاکم جلد۱ ص ۴۵۸' ۷۰۱' مستدرک تلخیص ذھبی جلد۱ ص ۴۵۸' خصائص کبریٰ جلد۲ ص ۲۰۱' اصابہ ابن حجر ص ۱۶۴' کنز العمال جلد۱ ص ۱۹۳' روح المعانی جلد۴ ص ۱۲۵' ۱۲۶' نزھۃ المجالس جلد۱ ص ۸۰ تاریخ حبیب الٰہ ص ۱۸۹' کتاب الشفاء عربی ص' کتاب الشفاء اردو ص ۲۳۱' شرح شفا ملاعلی قاری جلد۱ ص ۱۰۶' نسیم الریاض جلد۳ ص ۱۰۲' ۳۹۸' البدایہ والنہایہ جلد۲ ص ۱۶۱' ۱۶۲ اغنیۃ الطالبین جلد۱ ص ۱۲ مصری چھاپہ۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائے۔)

تیرے نبی پاک، رحمتوں والے نبی حضرت محمد ﷺ کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ یا محمد (صلی اللہ علیک وسلم) میں آپ ﷺ کے وسیلہ سے اس حاجت کے لیے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تاکہ میرے لیے پوری ہو جائے۔ (قبول ہو جائے) اے میرے اللہ (جل شانک) پس قبول فرما اِن کی شفاعت میرے حق میں۔“

تمام محدثین نے مذکورہ بالا روایت کو ترمذی شریف، نسائی شریف، مستدرک حاکم شریف اور ابن ماجہ شریف کے حوالہ سے نقل کیا ہے اور اِسے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ اور امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ کی شرط پر صحیح کہا گیا ہے۔ جیسا کہ علامہ شوکانی (جسے ابن تیمیہ کے مقلدین، اہل حدیث حضرات اپنا امام مانتے ہیں) نے ”تحفۃ الذاکرین“ کے صفحہ ۱۶۱ پر لکھا ہے۔ نیز یہ بھی تحریر کیا ہے کہ جب اُس نابینا نے دُعا کی اور کھڑا ہوا تو اس کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ قدیم محدثین نے ترمذی شریف کے حوالہ سے اس حدیث پاک کو نقل کیا ہے، مگر موجودہ ترمذی شریف میں ”یا محمد“ کا جملہ نہیں ہے۔ اسی طرح نسائی شریف کے موجودہ نسخوں میں بھی یہ حدیث پاک نہیں ملتی جب کہ پہلے محدثین نے بحوالہ نسائی شریف اس حدیث پاک کو نقل کیا ہے۔

یہ دُعا اس وقت کی گئی جب سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ظاہرہ زمانہ حیات میں تھے مگر جب آپ ﷺ نے دنیا سے پردہ فرمایا تو ایک دفعہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ایک شخص اُن کے پاس کسی ضرورت کے پیش نظر گیا لیکن حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے کوئی توجہ نہ فرمائی۔ اُس حاجت مند شخص کی ایک موقع پر حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ اُس نے اُن سے اپنا واقعہ کو بیان کیا تو حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے کہا فکر نہ کرو، تازہ وضو کرو اور پھر مسجد میں جا کر دو رکعت نفل نماز ادا کرو اور دعا کرو۔ اس سائل کو وہ دعا بتائی جو پیچھے ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

اس کے بعد وہ شخص حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا۔ دروازے پر دربان نے فوراً استقبال کیا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس لے گیا، حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے بڑی محبت اور شفقت کے ساتھ اُسے اپنے پاس بٹھایا اور فرمایا بھئی کیا بات ہے؟ اُس شخص نے اپنی ضرورت اور حاجت بیان کی۔ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے فوراً اُسے حل کیا اور بہت عزت سے رخصت فرمایا۔

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ شخص بعد میں مجھے ملا، میرا بہت شکریہ ادا کرنے لگا۔ میں نے اُس سے کہا بھئی یہ دُعا حضور نبی کریم ﷺ نے ایک نابینا کو سکھائی تھی اور میں اُس وقت موجود تھا۔ (اِس میں ظاہری حیات کے بعد توسل اور ندائے غائبانہ کا ذکر ہے۔) مندرجہ بالا واقعہ جن کتابوں میں ہے اُن کے نام حاشیہ میں حوالہ نمبر ۱۸ میں ملاحظہ فرمائے۔

ابن تیمیہ نے اپنی کتاب الوسیلہ اور فتاویٰ ابن تیمیہ میں ترمذی اور نسائی کے حوالہ سے حدیث نابینا کو نقل کیا۔ نیز ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ اس حدیث شریف کو بیہقی وغیرہ نے دلائل النبوۃ میں روایت کیا ہے۔

نماز تسبیح:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

(پچھلے صفحہ کے حوالہ جات) حجۃ اللہ علی العالمین عربی ص ۴۳۱، ۷۹۸، ۸۱۴، انوار محمدیہ ص ۳۸۵، سیرت النبی جلد ۳ ص ۶۴۱ لدرر السنیہ ص ۸، شمس التواریخ ص ۱۱۱۹، افضل الصلوٰۃ علی سید السادات اردو ص ۱۳۹ مطالع المسرات ص ۳۶۲، جذب القلوب فارسی ۲۱۹، باب الصلوٰۃ الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۴۷۴، مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۲۷۹، کتاب الوسیلہ ابن تیمیہ ص ۱۵۹۔۔۔۔۱۵۴، فتاویٰ ابن تیمیہ جلد ۱ ص ۱۰۵، ۲۷۵۔۔۔۲۶۴، ۳۲۳، ۳۲۴، تاریخ بخاری جلد ۲ ص ۲۰۹، الفتوحات ربانیہ فی شرح الاذکار النویہ عربی ص ۳۰۳، بہار شریعت جلد ۴ ص ۳۰ تحفۃ الاخوذی ص ۸۲، زرقانی شرح مواہب جلد ۸ ص ۳۸۱، وفا الوفا سمہودی جلد ۲ ص ۴۰۲۔ ۱۸؎ المعجم الصغیر للطبرانی ۱۰۳، انجاہ الحاجہ حاشیہ ابن ماجہ ص ۱۰۰، حجۃ اللہ علی العالمین ص ۸۱۵، شفاء السقام عربی ص ۱۲۷، الدرر السنیہ بحوالہ طبرانی وبیہقی ص ۸، جذب القلوب ص ۲۱۹، ۲۲۰، کتاب الوسیلہ ص ۱۵۷ فتاویٰ ابن تیمیہ جلد ۱ ص ۲۶۸، مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۲۷۹، الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۴۷۴)۔

فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا:-

یَا عَبَّاسُ یَا عَمَّاہُ اَلَا اُعْطِیْکَ اَلَا اَمْنَحُکَ اَلَا اُخْبِرُکَ اَلَا اَفْعَلُ بِکَ عَشْرَ خِصَالٍ اِذَا اَنْتَ فَعَلْتَ ذٰلِکَ غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ ذَنْبَکَ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ قَدِیْمَہٗ وَحَدِیْثَہٗ خَطَاءَہٗ وَعَمَدَہٗ صَغِیْرَہٗ وَکَبِیْرَہٗ وَعَلَانِیَتَہٗ اَنْ تُصَلِّیَ اَرْبَعَ رَکَعَاتٍ [۱۹] ''اے عباس، اے چچا (رضی اللہ عنہ) کیا میں تمہیں کچھ نہ دوں، کچھ عطا نہ کروں، کچھ نہ بتاؤں۔ کیا تمہارے ساتھ دس بھلائیاں نہ کروں؟ جب تم وہ کرلو تو اللہ تبارک وتعالیٰ تمہارے اگلے، پچھلے، نئے پرانے، دانستہ یا نادانستہ، چھوٹے، بڑے چھپے اور کھلے گناہ معاف کردے تم چار رکعتیں پڑھو'' پھر آپ ﷺ نے طریقہ ارشاد فرمایا:

ہر رکعت میں فاتحۃ الکتاب اور کوئی سورۃ پڑھ لو اور جب قرأت سے فارغ ہوجاؤ تو کھڑے ہوکر پندرہ بار **سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ** پڑھو پھر رکوع کرو، تو رکوع میں دس بار یہی کہہ لو پھر رکوع سے سر اٹھاؤ تو دس بار کہہ لو پھر سجدہ میں جاؤ تو دس بار سجدہ میں کہہ لو پھر سجدہ سے سر اٹھاؤ تو دس بار کہہ لو پھر سجدہ کرو تو دس بار کہہ لو پھر سجدہ سے سر اٹھاؤ تو دس بار کہہ لو یہ ایک رکعت میں پچھتر بار ہوئے۔ ایسا چاروں رکعتوں میں کرلو۔ اگر کرسکو تو دن میں یہ نماز ایک بار پڑھ لو اگر نہ کرسکو تو ہر ہفتہ میں ایک بار اگر ایسا بھی نہ کرسکو تو ہر سال میں ایک بار اور اگر ایسا بھی نہ تو عمر میں ایک بار''۔

امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے، حضرت عبداللہ بن مبارک سے نماز تسبیح کا طریقہ نقل کیا ہے فرماتے ہیں، تکبیر اولیٰ کے بعد ثناء پڑھی جائے اور ثناء کے بعد پندرہ مرتبہ **سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ** پڑھ کر تعوذ اور تسمیہ پڑھا جائے پھر سورۃ الفاتحہ اور کوئی سورت پڑھ کر دس بار تسبیح مذکورہ پڑھی جائے پھر رکوع میں **سبحان ربی الاعلی** کے بعد دس بار تسبیح پڑھی جائے پھر **سمع اللہ لمن حمدہ** اور **ربنا لک الحمد** کہنے کے بعد قومہ میں دس بار تسبیح پڑھی جائے پہلے سجدے میں **سبحان اللہ ربی العظیم** پڑھنے کے بعد دس بار تسبیح پڑھی جائے پھر پہلے سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد جلسہ میں دس بار تسبیح پڑھی جائے پھر دوسرے سجدہ میں دس بار تسبیح پڑھی جائے۔ اس طرح یہ ۷۵ مرتبہ ہوا۔

مسئلہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ آپ کو معلوم ہے اس نماز میں کون سورت پڑھی جائے؟ فرمایا: **سورۃ التکاثر۔ والعصر** اور **قل یا یھا الکافرون** اور **الاخلاص** اور بعض نے کہا سورۂ حدید اور حشر اور صف اور تغابن (ردالمختار)۔

مسئلہ: اگر سجدہ سہو واجب ہو اور سجدے کرے تو ان دونوں سجدوں میں تسبیحات نہ پڑھے مثلاً قومہ کی تسبیح سجدہ میں کہے اور رکوع میں بھولا تو اُسے بھی تسبیح سجدہ ہی میں کہے نہ قومہ میں کہ قومہ کی مقدار تھوڑی ہوتی ہے۔ اور پہلے سجدہ میں بھولا تو دوسرے میں کہے جلسہ میں نہیں۔ (ردالمختار)

مسئلہ: تسبیح اُنگلیوں میں نہ گنے بلکہ ہوسکے تو دل میں شمار کرے ورنہ اُنگلیاں دبا کر۔

مسئلہ: ہر وقت، غیر مکروہ میں یہ نماز پڑھ سکتا ہے (عالمگیری۔ ردالمختار)۔

شعبان المعظم کی پندرہویں شب میں پڑھی جانے والی نماز اور صبح کا روزہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں،

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ شعبان المعظم کی پندرہویں شب کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ نے چودہ رکعتیں نماز پڑھی۔ آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوکر بیٹھے پھر آپ ﷺ نے ۱۴ بار سورۃ الفلق، ۱۴ مرتبہ سورۃ الناس اور ایک مرتبہ آیت الکرسی پڑھی اور ایک مرتبہ **لقد جاء کم رسول من**

[۱۹] ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۳۸۷، ابوداؤد حدیث نمبر ۱۲۹۷، الترغیب والترہیب جلد ا ص ۴۶۷، مشکوٰۃ ص ۱۱۷۔

انفسکم ...... (التوبہ:۱۲۸) کی تلاوت فرمائی۔ جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' میں نے عرض کیا (یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم) اُس شخص کے لئے کیا حکم ہے جو اِس طرح نماز ادا کرے؟ تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا جو اِس طرح نماز پڑھے جیسے تو نے مجھے دیکھا ہے تو اُس کے لئے بیس حج مبرور اور بیس سال کے روزوں کا ثواب ہے اور اگر اِس رات کے بعد دن میں روزہ رکھے تو دو سال کے روزوں کا اُس کے لئے ثواب ہے۔ ایک سال ماضی کا اور ایک سال مستقبل کا۔[۲۰]

صلاۃ الخیر

شعبان المعظم کی پندرہویں رات ایک نماز پڑھی جاتی ہے۔ اس کو صلاۃ الخیر" یا نماز خیر" کہتے ہیں۔ اس کی سو رکعتیں ہیں جن میں ہزار مرتبہ سورۃ الاخلاص شریف پڑھی جاتی ہے بایں انداز کہ ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ شریف کے بعد 10 مرتبہ سورۃ الاخلاص شریف، یہ نماز دو دو رکعت کرکے پڑھی جاتی ہے۔ چار چار رکعت کرکے بھی پڑھی جاسکتی ہے۔ مگر چار رکعت کی صورت میں یہ بات یاد رکھیں کہ جب دو رکعت پڑھ کر بیٹھیں تو التحیات پڑھنے کے بعد درود شریف بھی پڑھیں اور جب تیسری رکعت شروع کریں تو پہلی رکعت کی طرح اِس میں بھی ثناء پڑھیں لیکن **اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم** نہ پڑھیں۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ "مجھے تیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اِس نماز کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جو شخص اِس رات اس نماز کو ادا کرے گا' اللہ تبارک و تعالیٰ اُس کی طرف ۷۰ بار نگاہِ کرم فرمائے گا اور ہر نگاہِ کرم کی برکت سے نماز پڑھنے والے کی ستر حاجتیں پوری فرمائے گا۔ اِن حاجتوں میں سے ایک حاجت اس کی بخشش ہے۔" [۲۱]

☆☆☆

۲۰ در منثور جلد ۷ ص ۴۰۴ (طبع جدید)، الجامع لشعب الایمان جلد ۷ ص ۴۲۴، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۲۹۳۔ ۲۱ غنیۃ الطالبین مترجم ص ۳۶۶۔ باب صلوۃ الخیر فی لیلۃ النصف فی شعبان۔

تبصرہ کتب

(ادارہ)

دعوت میّت:

مصنف: امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالی

اس خوبصورت کتاب میں لوگوں کو اس بات کا احساس دلایا گیا ہے کہ میّت کے ہاں ایسی دعوت نہیں ہوتی جو خوشی کے موقعہ پر ہوتی ہے۔ موصوف سے یہ سوال پوچھا گیا کہ میّت کے روز وفات سے اُس کے عزیز و اقارب و احباب کی عورات اُس کے یہاں جمع ہوتی ہیں اُس اہتمام کے ساتھ جو شادیوں میں کیا جاتا ہے۔ تفصیل جاننے کے لئے آج ہی محولہ بالا کتاب حاصل کیجئے۔ ہدیہ: بیس روپے کے ڈاک ٹکٹ

عصمت عائشہ رضی اللہ عنہا میں حکمت خداوندی:

مصنف: عبدالستار ہمدانی

زیر کتاب میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے متعلق (واقعہ افک کے حوالہ سے نبی کریم ﷺ کے علم مبارک پر بحث کرنے والے کو جواب دیا گیا ہے نیز اس واقعہ کی تفصیل اور وحی کے نزول میں دیر کی حکمت بیان کی گئی ہے۔

ہدیہ: 10 روپے کے ڈاک ٹکٹ

دونوں کتابوں کے ملنے کا پتا:۔ رضا اکیڈمی (رجسٹرڈ) محبوب روڈ۔ رضا چوک مسجد رضا چاہ میراں لاہور

آئیں نماز کا جائزہ لیں:

از قلم: منیر احمد یوسفی (ایم-اے) مدیر اعلیٰ ماہنامہ "سیدھا راستہ"

کتاب میں نماز کی شرائط و فرائض اور واجبات و سنن نماز اور اس کے علاوہ رفع یدین اور عورتوں کی نماز اور نماز کے پڑھنے کا مکمل طریقہ اور مسائل' حوالہ جات کے ساتھ مزیّن ہیں۔ ہدیہ: ۹۰ روپے

ملنے کا پتا: جامعہ مسجد نگینہ 977/A بلاک بی III' گجر پورہ سکیم لاہور

محدثِ کبیر پاکستان شیخ الحدیث

علامہ پیر غلام رسول قادری رضوی قدس سرہ العزیز

شارح بخاری

ازقلم: علامہ مفتی عبدالغفار قادری آف ہالہ صوبہ سندھ

ماضی بعید میں برِ صغیر پاک و ہند یا متحدہ ہندوستان کو محض سونے کی چڑیا ہی نہیں بلکہ کفر گڑھ کے نام سے بھی پکارا جاتا تھا اور غالباً یہی وجہ تھی کہ خالقِ کائنات نے اُس خطے میں سب سے زیادہ اپنے برگزیدہ بندے بھیجے اور دینِ حق کی ترویج وفروغ فرمایا۔ اللہ جل شانہ چنیدہ اُن ہستیوں میں لاتعداد اولیاء کرام، علماء حق، مشائخ عظام اور صوفیائے کرام شامل ہیں۔ یہ سلسلہ طلوع اسلام سے لے کر عصر حاضر تک جاری ہے اور یقیناً قیامت تک جاری رہے گا۔ جو دین اسلام کا بول بالا ہے یہ سب بزرگان دین اولیائے کرام اور علماء عظام کا ہی بتوفیق الٰہی عظیم کارنامہ ہے جنہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کے حقیقی روحانی وارث ہونے کا حق ادا کر دیا حضور نبی کریم ﷺ پر نبوت کا سلسلہ ختم ہوگیا اور آپ ﷺ کے بعد روحانی وارث اولیاء اللہ اور علماء عظام سے ولایت کا سلسلہ شرع ہوا۔ جو تا قیامت جاری رہے گا۔ کیونکہ رُشد و ہدایت کا کام اِن کے سپرد ہوا۔ لہٰذا ان پاکیزہ ہستیوں نے راہ حق سے بھٹکے ہوئے انسانوں کو صراط مستقیم پر گامزن کیا۔ قرآن پاک میں اللہ تبارک وتعالیٰ اِن پاکیزہ ہستیوں کو اولیاء اللہ کے نام سے یاد کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ اللہ کے دوست خوف اور غم سے بالکل بے نیاز ہیں۔ قدرت اپنے پیغام پہنچانے کیلئے چراغ سے چراغ روشن کرتی ہے۔ معرفت کی مشعل ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ منتقل ہوتی رہتی ہے۔ درحقیقت یہ قدرت کے وہ پوشیدہ ہاتھ ہیں جو روحانی روشنیوں کی شمع لے کر چلتے ہیں۔ اس روشنی سے اپنی ذات کو بھی روشن وتاباں کرتے ہیں۔ اور دوسروں کو بھی منور کرتے ہیں۔ حضرت محدث کبیر پاکستان شیخ طریقت شیخ العلماء علامہ پیر غلام رسول رحمہ اللہ تعالیٰ قادری رضوی شارح بخاری کا شمار بھی خدائے بزرگ وبرتر کی انہی چنیدہ ہستیوں میں ہوتا ہے۔ جنہیں دین اسلام کی ترویج، فروغ اور اصلاح بنی نوانسان جیسی اہم لطیف اور مقدس ذمہ داری سونپی گئی **الحمد اللہ** کہ انہوں نے یہ فریضہ عالیہ نبھانے میں بطریق احسن سرخروئی حاصل کی۔

حضرت علامہ پیر غلام رسول رحمہ اللہ تعالیٰ قادری رضوی المعروف حضرت محدث کبیر پاکستان رحمہ اللہ تعالیٰ کی ولادت باسعادت 1916ء امرتسر کے نواحی گاؤں سیسنہ میں برصغیر کے معروف دینی علمی گھرانہ میں قطب الزماں حضرت پیر نبی بخش چشتی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پرنور آنگن میں ہوئی جن کا سلسلہ بیعت خواجہ خواجگان حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء قدس سرہ العزیز سے منسوب ہے۔ جب کہ حضور محدث کبیر رحمہ اللہ تعالیٰ کا شجر طریقت اعلیٰ حضرت مجدد ملت مولانا الشاہ احمد رضا رحمہ اللہ تعالیٰ خاں بریلوی سے ہوتا ہوا حضرت سیدنا مولا علی مشکل کشاء شیر خدا سے ملتا ہے۔ آپ کی ولادت سے قبل آپ کے والد بزرگوار کو ایک مجذوب بزرگ نے ارشاد فرمایا کہ آپ کی نسل میں ایک ایسا عالم باعمل اور ولی کامل کا ظہور ہوگا۔ جس کے پورے عالم میں چرچے ہوں گے۔ بڑے بڑے علماء اور اللہ کی مخلوق اِس سے فیض حاصل کرے گی۔ اِسی طرح آپ کی والدہ ماجدہ مائی صاحبہ رحمہا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ مجھے اکثر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی غوث الاعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی بشارت ہوتی حضور مائی صاحبہ رحمہا اللہ تعالیٰ فرماتی کہ ایک رات خواب میں حضور غوث الاعظم رحمہ اللہ تعالیٰ تشریف لائے اور گلاب کا پھول عطاء فرمایا۔ چنانچہ اس کی عملی تعبیر ظاہر ہوئی کہ کچھ عرصہ بعد 1916ء میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی اور اس پھول کی معطر خوشبو سارے عالم میں پھیل گئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم وتربیت اپنے عالی مقام والدگرامی سے حاصل کی۔ پھر آپ مسجد خیر الدین میں قائم مدرسہ نعمانیہ میں آگہی دین کے مدارج طے کرتے رہے۔ اس کے بعد آپ برصغیر کے مرکز

تدریس حق بریلوی شریف تشریف لے گئے اور مفتی اعظم ہند اعلیٰ حضرت مصطفےٰ رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز سے دورہ حدیث کی تعلیم اور خرقہ ءخلافت سے فیضیاب ہوئے۔ بریلی شریف میں قیام کے دوران ہندوستان میں ایک الگ اسلامی مملکت کے قیام کی تحریک شروع ہو چکی تھی۔اس تحریک سے ممکنہ اور متوقع کامیابی سے خائف اسلام دشمن قوتوں نے انگریز سامراج کے پروردہ اور ہنود کے بہی خواہ بعض نام نہاد علماء کو استعمال کیا جنہوں نے ایک منظّم منصوبے کے تحت قیام پاکستان کی مخالفت میں مہم شروع کردی اس مرحلہ پر بانی پاکستان محمد علی جناح مرحوم کی اپیل پر آپ نے ہندوستان کے شہر شہر قصبہ قصبہ گاؤں گاؤں اور قریہ قریہ جا کر اسلام دشمنوں کی سازش بے نقاب کی اور تحریک پاکستان میں نئی روح پھونک دی۔اس قومی مشن کی کامیاب تکمیل پر آپ پھر بریلی شریف مقیم ہو گئے۔اور اپنے پیر و مرشد مفتی اعظم ہند رحمہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر لاہور تشریف لے آئے اور اندرون لوہاری دروازہ کی مسجد خراسیاں میں دینی علوم کی تدریس شروع کردی،اس مسجد کے قریب واقع باغیچی نہال چند نشیوں کی آماجگاہ تھی۔آپ نے اصلاح احوال کیلئے وہاں باقاعدہ اسلامی درس گاہ جامعہ نظامیہ رضویہ کی بنیاد رکھی جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم اور آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کی برکات سے آج پاکستان کے چند معروف دینی درس گاہوں میں شمار ہوتی ہے۔درس وتدریس کا فریضہ باطریق احسن نبھایا اوران گنت متلاشیوں کو قرآن وحدیث کی تعلیمات سے بہرہ ور کیا۔آپ کے شاگردان کی تعداد بلاشبہ ہزاروں میں ہے جن کی بہت بڑی تعداد شیخ الحدیث،شیخ الفقہ،رئیس الشرح،صدر و مہتمم اور صدر مدرسہ کے مراتب پر فائز ہیں۔اور دنیا بھر میں تبلیغ،ترویج، تشریح اور تدریس علوم حق میں مصروف عمل ہے۔آپ کی بدولت عصر حاضر میں پوری ملت اسلامیہ کو ان گنت مفتی،علامہ،شیخ الحدیث،خطباء اور مفسرین قرآن مجید میسر آئے ہیں۔جو جامعۃ الازہر قاہرہ (مصر)مدینۃ العلوم طائف (سعودی عرب)دارالشرح خرطوم (سوڈان)جامعۃ العلوم الاسلامیہ جکارتہ(انڈونیشیا) دارالسلام کوالالمپور(ملائشیاء)صراط مستقیم عجمان(متحدہ عرب امارات) سمیت دنیا بھر کی اسلامی یونیورسٹیوں،مدارس،مکاتب،مساجد میں لاکھوں کروڑوں تشنگان علم حق کی ذہنی،قلبی، روحانی آبیاری میں مصروف ہیں۔حضور محدث کبیر رحمہ اللہ تعالیٰ پاکستان درس وتدریس فرماتے رہے۔دینی علوم کی تدریس اور کورے ذہنوں کو ابدی جلاء بخشنے میں مصروف عمل تھے۔انہیں دنوں آپ کا عقد برصغیر کی ممتاز دینی،علمی،روحانی ہستی محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا سردار احمد رحمہ اللہ تعالیٰ چشتی قادری فیصل آبادی کی بڑی صاحبزادی سے ہوا۔حضرت مولانا سردار احمد رحمہ اللہ تعالیٰ محدث اعظم پاکستان نے دنیا سے پردہ فرمانے سے قبل حضرت علامہ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ تعالیٰ کو ارشاد فرمایا مولانا: آئندہ سے آپ جامعہ رضویہ جھنگ بازار فیصل آباد میں دورہ حدیث کے فرائض انجام دیا کریں گے۔تھوڑے ہی عرصے کے بعد مولانا سردار احمد محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز دنیا سے پردہ فرما گئے۔تو اُن کے بے کراں اور تیزی سے وسعت پذیر عملی،روحانی سلسلہ ء فیوض وبرکات کو اسی نہج پر جاری وساری رکھنے کے لئے مطلوبہ اہلیت،استعداد،خصائل وفضائل اور اوصاف حمیدہ کی دستیابی ممکن بنانے کے لئے محدث اعظم پاکستان کی وصیت کے احترام میں فیصل آباد منتقل ہو گئے۔اور جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور کو اپنے شاگرد مولانا عبدالقیوم ہزاروی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے کیا اور آپ جامعہ نظامیہ فیصل آباد میں دورہ حدیث کے فرائض انجام دینے شروع کر دیئے۔اس شمع فروزاں کو روشن رکھنے کے ساتھ ساتھ آپ نے اعظم آباد فیصل آباد میں جامع العلوم سراجیہ رسولیہ رضویہ جیسی جامع دینی درس گاہ کی بنیاد بھی رکھی اور وہاں پر حدیث وفقہ کی تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ مسلم نوجوانوں کی فکری تربیت بھی فرماتے رہے۔آپ کی حیات مبارکہ کے

معمولات انتہائی سادگی با قاعدگی اصول پرستی اور شعائر شریعت پر سختی سے کاربند رہنے پر مبنی تھے۔ آپ نماز عشاء کے بعد ذکر و اذکار فرماتے پھر کچھ دیر کے لئے آرام فرماتے تہجد کی عبادات سے فراغت کے بعد تھوڑی دیر کیلئے قیلولہ فرماتے۔ پھر نماز فجر کی امامت فرماتے۔ جس کے بعد تلاوت کلام پاک فرماتے حتیٰ کہ اشراق کا وقت آن پہنچتا ہے۔ نماز اشراق کے بعد درس و تدریس شروع فرما دیتے۔ یہ سلسلہ نماز ظہر تک جاری رہتا۔ اس دوران آپ کسی بھی دنیاوی معاملہ یا کسی بھی ملاقاتی کو دین حق کی درس میں مخل نہیں ہونے دیتے تھے۔ زیارت یا رہنمائی کے لئے حاضر ہونے والوں کو نماز ظہر کے بعد تک انتظار کرنا پڑتا۔ آپ کو یہ اعزاز کہ لڑکپن سے رحلت فرمانے تک آپ نے ایک بھی نماز (با جماعت)' تہجد اور اشراق قضاء نہیں کی۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب تک کوئی سنت کو مضبوطی سے نہ پکڑے گا اُس وقت تک وہ کوئی کامیابی اور منزل حاصل نہیں کر سکتا۔ آپ نے فرمایا جو کوئی طریقت اور حقیقت سے آگاہ ہے اور شریعت سے ناآشنا ہے، وہ شیخ نہیں بلکہ جاہل ہے' کوئی نیک آدمی تو ہو سکتا ہے مگر ولی اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک شریعت، اور طریقت اور حقیقت کا اُسے علم نہ ہو۔ جب آپ مکہ معظّمہ سے واپس لوٹے تو آپ کو معلوم ہوا کہ کلر کہار کے پاس ایک پہاڑ کے غار میں ایک بڑا صاحب کرامت بزرگ رہتا ہے۔ اس نے دعویٰ کر رکھا ہے کہ خدا نے اسے نمازیں معاف کر دیں ہیں۔ اُس کے آستانے پر ہر وقت غرباء کا ہجوم رہتا ہے۔ آپ بھی اس درویش سے ملاقات کو پہنچے بندہ ناچیز بھی آپ کے ساتھ تھا۔ اور آپ اُسے سلام کئے بغیر اس کے قریب بیٹھ گئے۔ آپ نے اُس سے سوال کیا تم نماز کیوں نہیں ادا کرتے؟۔ جبکہ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا ہے مسلمان اور کافر میں فرق کرنے والی چیز نماز ہے۔ درویش نے انتہائی نخوت سے جواب دیا مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرشتے کے ذریعے حکم بھیجا ہے کہ مجھے نمازیں معاف کر دی گئی ہیں۔ آپ نے فرمایا تمہارا

واسطہ خدا سے نہیں بلکہ شیطان سے ہے۔ کیونکہ نماز تو محبوب خدا ﷺ کو معاف نہیں کی گئی۔ تو تمہارے جیسے جاہل کو کیسے معاف ہو سکتی ہے۔ ویسے بھی فرشتے تو صرف پیغمبروں کے پاس خدا کا سلام و پیغام لے کر آتے ہیں۔ درویش نے کہا میں اس کیفیت میں بڑی فرحت محسوس کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ اب جعلی فرشتہ خدا کا پیغام لائے تو ایک بار **لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم** پڑھ لینا تم پر سب کچھ واضع ہو جائے گا۔ اگلے دن درویش نے آپ کے حکم پر عمل کیا اور جب **لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم** پڑھی تو جعلی فرشتہ غائب ہو گیا۔ وہ درویش بھاگتا ہوا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا قصہ سنایا۔ آپ نے اس بے نمازی درویش سے توبہ کرائی اُس کی جس قدر نمازیں ضائع ہوئی تھیں۔ قضاء پڑھوائیں اور اپنی کیمیائی اثر نظروں سے اُس کی گمراہی دور کر دی۔ آپ کے اقوال مبارکہ قرآن مجید اور حدیث مبارکہ سے مطابقت رکھتے تھے۔ آپ اکثر یہ فرماتے تھے۔ کہ (1) اسلام میں آمریت کی نفی ہے (2) اسلام میں ملوکیت کی ہرگز کوئی گنجائش نہیں۔ (3) اسلام کمیونزم، لادینیت، جاگیرداری اور سیکولرازم کو سخت ناپسند کرتا ہے۔ (4) مسلم حکمران پر فرض ہے کہ وہ نفاذ شریعت کرے۔ (5) اللہ تبارک وتعالیٰ عاصبیت اور حق تلفی کو سختی سے منع کرتا ہے۔ توحید کی بابت فرماتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات اور یگانگت وحدت کے بغیر خدا کی تصدیق مکمل نہیں ہوتی۔ کیونکہ اِس کے ساتھ اور خدا بھی مانے جائیں۔ وہ ایک خدا نہیں ہو سکتا۔ اور سچے دین کے لئے خدا کا ایک ہونا نہایت ضروری ہے۔ اس لئے جھوٹی بات کر کے کبھی شرک کے قریب مت جاؤ کیونکہ قرآن مجید نے اس استدلال کی طرف اِن الفاظ میں اشارہ کیا ہے کہ اگر زمین و آسمان میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا اور خدا ہوتے تو یہ زمین اور آسمان تباہ و برباد ہو جاتے۔ آپ کے نزدیک سچے دین کی حقیقی بنیاد، عرفان ذات الٰہی ہے۔ دین کے لغوی معنی اطاعت اور عرضی معنی شریعت کے ہیں۔ دونوں صورتوں میں ذہن

اگر کسی معبود کے تصور سے خالی ہو تو نا کسی اطاعت کا سوال پیدا ہوتا ہے نہ کسی آئین کی پابندی کا اور جب کوئی مقصد پیش نظر نہ ہوگا تو تگ و دو کرنا عبث ہے۔ البتہ جب انسان کی عقل وفطرت کسی مافوق الفطرت طاقت سے اس کا رشتہ جوڑتی ہے۔ اس کا جذبہ عبودیت اور شوق پرستش اسے کسی معبود کے آگے جھکا دیتا ہے۔ تو وہ من مانی کرنے کی بجائے اپنی زندگی کو مختلف پابندیوں میں جکڑا ہوا محسوس کرتا ہے۔ اور انہی پابندیوں کا نام دین ہے۔ ایک دفعہ مولانا مفتی عبدالقیوم ہزاروی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک سوال پوچھا اگر کسی شخص کی پانچ نمازوں میں سے ایک نماز قضاء ہو جائے مگر وہ شخص بھول چکا ہو کہ کون سی نماز قضاء ہوئی ہے تو پھر اس صورت میں کون سا راستہ اختیار کرے گا۔ حضرت محدث کبیر پاکستان رحمہ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا اُس شخص کو سارے دن کی تمام نمازیں ادا کرنی ہوں گی۔ وہ خدا کی فرض عبادت سے اتنا غافل کیوں ہوا اور اتنی بڑی غلطی کی اتنی سزا تو بے حد ضروری ہے۔

آپ کے فیوض وبرکات اور کرامات کے ان گنت واقعات زبانِ زدِ عام ہیں۔ اپنی حیات مبارکہ میں آپ نے ہمیشہ ان واقعات کی تشہیر کی سختی کے ساتھ ممانعت فرمائی اور کرامات کے شاہدین کو چرچا کرنے سے روکا اور فرمایا کہ اپنے مشاہدات کو خود تک ہی محدود رکھیں۔ اگر کبھی کوئی معتقد شاہد آپ کی کسی کرامت کا تذکرہ کرتا تو اس کی سرزنش فرماتے اور آئندہ محتاط رہنے کی تلقین فرماتے۔

ایک مرتبہ ایک عورت ہماری موجودگی میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور بولی بڑی پریشان حال عورت ہوں میرا بچہ صبح مدرسے گیا تھا اُس کے استاد نے اسے گوشت لینے بھیجا ابھی تک بچہ واپس نہیں آیا۔ استاد بھی پریشان ہے اور میں بھی پریشان ہوں۔ میرا ایک ہی بچہ ہے اور وہی میرا سہارا ہے۔ میں دُعا کیلئے آئی ہوں میرے لئے دُعا کیجئے۔ حضرت محدث کبیر پاکستان رحمہ اللہ تعالیٰ نے پوچھا محترم خاتون اس وقت آپ کے پاس کوئی روپیہ پیسہ ہے۔ اُس نے کہا میرے پاس صرف دوسو روپے ہیں۔ آپ نے اس عورت سے دوسو روپے لے لئے۔ اور خدا کی راہ میں خیرات کر دیئے۔ پھر خدا کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو کر عرض کیا اے ہر شے کے قادر و مالک کائنات یہ عورت میری سفارش سے تیری بارگاہ میں دُعا کروانے حاضر ہوئی ہے۔ یہ پریشان ہے اس کی پریشانی دور فرما۔ جو مان اسے مجھ پر ہے۔ جو مان مجھے تجھ پر ہے۔ تو اس کا اور میرا مان رکھ لے اور اس کا بچہ واپس آجائے۔ دُعا ختم کر کے حضرت محدث کبیر پاکستان رحمہ اللہ تعالیٰ نے اُس عورت سے کہا۔ اب آپ گھر واپس جائیں۔ آپ کا بچہ گھر پہنچ جائے گا۔ وہ عورت گھر پہنچی تو اُس کا بچہ گھر موجود تھا۔ اس نے بیٹے کو سینے سے لگایا۔ اور پوچھا تم کہاں چلے گئے تھے؟۔ لڑکے نے کہا اماں آپ یقین کریں نہ کریں مگر میرے ساتھ بہت ہی عجیب واقعہ ہوا ہے۔ صبح میں اپنے استاد کے لئے گوشت خریدنے گیا اُسی وقت شدید لال آندھی اور طوفان آیا جو مجھے اڑا کر لے گیا۔ مجھے یوں محسوس ہوتا تھا کہ اب میں زندہ نہیں بچوں گا۔ اسی لمحے کسی نے زور سے آواز دی کہ اِس لڑکے کو فوراً اس کے گھر پہنچا دیا جائے۔ میں حیران ہوں کہ اِس آواز کے ساتھ ہی میں گھر پہنچ گیا۔ مگر مجھے اب بھی اُس حیرت انگیز بات پر یقین نہیں آرہا۔ ماں بولی بیٹا تو دل وجان سے اِس واقعہ پر یقین کر لے۔ کیونکہ میں شیخ الحدیث مولانا غلام رسول رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئی تھی۔ اور تمہارے لئے میں نے ان سے دُعا کروائی تھی۔ یہ اُن کی دُعا کا ہی اعجاز ہے خدا نے ہمیں دوبارہ ایک دوسرے سے ملا دیا ورنہ نہ جانے ہمارا کیا حال ہوتا۔ میں اور میرے دیگر علماء ساتھی آپ کی بارگاہ میں بیٹھے تھے وہ عورت حضور قبلہ شیخ الحدیث کی خدمت میں حاضر ہوئی اور ہماری موجودگی میں انہیں تمام واقعہ سنا کر ان کا شکریہ ادا کیا۔ حضرت نے فرمایا خاتون اپنے رب کا شکر ادا کر جسے تمہارا صدقہ پسند آیا ہے۔ آپ نے فرمایا جب بھی کوئی مصیبت آئے تو صدقہ اُسے ٹال سکتا ہے اِس لئے صدقہ ضرور دیا کرو ایک دن حضرت حدیث شریف پڑھا رہے تھے۔ اِس دوران تین اشخاص

حاضر ہوئے۔عرض کی کہ ہمارے ایک بندے کو پھانسی دی جانے والی ہے۔ پھانسی لینے والے نے آپ کے پاس بھیجا ہے اور کہا ہے کہ حضرت محدث کبیر پاکستان رحمہ اللہ تعالیٰ سے عرض کریں۔ میں بڑا گنہگار اور سیاہ کار ہوں۔میرے لئے مغفرت کی دُعا کریں۔آپ نے خدا سے عرض کیا اے مالک الملک اس شخص نے مجھے کوئی نیک بزرگ سمجھ کر ان تین آدمیوں کو میرے پاس بھیج کر دُعا کی درخواست کی ہے۔اِس پر رحم فرما اور اِس کی خطاؤں کو معاف فرما دے۔آپ نے دعا کر کے مسلم شریف پڑھانی شروع کر دی۔اور جلاد نے اس قاتل کو پھانسی دے دی جب اس کی نعش اٹھائی جا رہی تھی۔اُن تین اشخاص نے ازراہ ہمدردی کہا اس بے چارے کو شیخ الحدیث مولانا غلام رسول رحمہ اللہ تعالیٰ کی اچھی دُعا لگی کہ یہ اگلے جہاں پہنچ گیا۔اُسی رات ان تین اشخاص نے خواب میں دیکھا کہ وہی قاتل ایک بہت بڑے باغ میں خوش وخرم بیٹھا ہے اور اُس کے اردگرد کا ماحول اس قدر دل کش ہے کہ نظروں کو حلاوت محسوس ہو رہی ہے۔ان تینوں اشخاص نے اپنے رشتہ دار قاتل سے پوچھا تو اس قدر خوش کیوں ہے۔اس نے کہا یہ سب میرے پیر و مرشد شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا غلام رسول رحمہ اللہ تعالیٰ کی دُعا کا اثر ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھ پر خصوصی مہربانی فرمائی ہے۔آپ اگلے روز دورہ حدیث پڑھا رہے تھے۔وہ تینوں اشخاص خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے معافی مانگی آپ نے انہیں معاف کر دیا انہیں نصیحت بھی کی اور ان کیلئے دعا بھی کی۔

اکتوبر 2001ء میں آپ کی طبع ناساز ہوگئی تاہم آپ نے درس وتدریس سمیت اپنے جملہ معمولات اور فیوض وبرکات کا سلسلہ بلا تعطل جاری رکھا۔اور کسی کو بھی اپنی ناسازی طبع کا علم نہ ہونے دیا اسی ماہ کے آخر میں ۱۹ شعبان المعظم کی شام آپ کی طبیعت زیادہ بوجھل ہوگئی تو صاحبزادگان، شاگردان رشید اور جملہ علماء کرام کو یاد فرمایا۔اور اُن سے تلاوت کلام پاک خصوصاً سورۃ یٰسین پڑھنے کی فرمائش کی۔پھر انہیں قصیدہ بردہ شریف اور درود تاج پڑھنے کو کہا۔اسی شب کے پچھلے پہر نماز تہجد کے وقت آپ فانی جہاں سے پردہ فرما گئے۔

آپ کی خواہشات افکار عالیہ اور روشن ہدایات کے مطابق آپ کے شروع کردہ مشن کی تکمیل کے لئے مرحلہ وار انقلابی پروگرام پر تسلسل کے ساتھ عمل درآمد جاری ہے۔آپ کے فرزند ارجمند اور سجادہ نشین آستانہ عالی مرتبت جناب حضرت پیر فضل حق صاحب آپ کے مقدس مشن کی بروقت تکمیل کے لئے پوری ریاضت اور تندہی سے کوشاں ہیں۔حضرت پیر محمد فضل حق صاحب مدظلہ العالیٰ آپ کی امنگوں کے عین مطابق جامع العلوم سراجیہ رسولیہ رضویہ کو ملت اسلامیہ کی سب سے درخشاں دینی درس گاہ بنانے کا عزم صمیم رکھتے ہوئے نہایت جانفشانی اور کامرانی کے ساتھ ابتدائی مراحل طے کر چکے ہیں۔ان کا دائرہ کار چاروں صوبوں' آزاد کشمیر اور فاٹا ایریا تک پھیلا ہوا ہے۔اِن قابل قدر لائق ستائش اور واجب التقلید انقلابی اقدامات کو سراہتے ہوئے دل سے بے اختیار یہ صدا بلند ہوتی ہے کہ انشاءاللہ بہت جلد جملہ مراحل پایا تکمیل کو پہنچیں گے۔اور یہ منفرد وممتاز اسلامی درس گاہ جامع العلوم سراجیہ رسولیہ رضویہ کے نام سے دنیا کی نمبر1 مسلم یونیورسٹی (محدث کبیر اسلامک یونیورسٹی) کا درجہ حاصل کر لے گی۔جہاں اقامتی بنیاد پر دنیا بھر سے آنے والے تشنگانِ علم حق کی ذہنی قلبی علمی آبیاری کے ساتھ ساتھ قیام وطعام کمپیوٹر اور بہترین تربیتی سہولیات بلا معاوضہ فراہم کی جائیں گی۔

آپ کے سالانہ عرس مبارک کی تقریبات ۱۷'۱۸'۱۹ شعبان المعظم بمطابق ۱۳،۱۲،۱۱ ستمبر ۲۰۰۶ء بروز پیر منگل بدھ کو منعقد کی جا رہی ہیں۔حسب معمول امسال بھی آپ کے پانچویں سالانہ عرس مبارک کی مرکزی تقریبات چمنستان محدث کبیر اعظم آباد فیصل آباد میں منائی جائیں گی۔۱۷ شعبان المعظم ۱۴۲۷ھ بمطابق ۱۱ ستمبر ۲۰۰۶ء کی شام آپ کے مزار شریف کو غسل دیا جائے گا۔اور چراغ روشن کئے جائیں گے۔3 روزہ تقاریب میں دنیا بھر سے آپ کے معتقدین مریدین، شاگردان، علماء کرام مشائخ عظام، ہر شعبہ زندگی کی ممتاز شخصیات کی بھاری تعداد شرکت کرے گی۔پورے ملک میں سیمینارز اور روحانی محافل منعقد ہوں گی اور وسیع پیمانے پر لنگر تقسیم کیا جائے گا۔

سوالات و جوابات

ادارہ

سوال: بڑوں سے سُنتے آئیں ہیں، کہ خنزیر (سُور) کا نام لینے سے 40 دن تک زبان پلید رہتی ہے۔ اس بارے میں شریعت (قرآن وحدیث) کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ من گھڑت بات ہے۔ قرآن مجید و احادیث مبارکہ میں ایسا کوئی ذکر نہیں۔ اطلاعاً تحریر ہے کہ لفظ خنزیر'' قرآن مجید میں چار جگہ آتا ہے، (۱) البقرہ:173 (۲) المائدہ:3 (۳) الانعام:145 (۴) النحل:115 اگر خنزیر کا نام لینے سے 40 دن تک زبان پلید رہتی تو قرآن مجید میں اس کا ذکر نہ آتا خنزیر کا نام لینا حرام نہیں اس کا گوشت کھانا حرام ہے۔ جب قرآن مجید کی آیت کی تلاوت کرتے ہوئے یہ لفظ آئے تو ہر پڑھنے والے کو ہر حرف پر دس دس نیکیاں ملیں گی۔ رسول کریم ﷺ کی حدیث شریف ہے کہ'' قرآن مجید کا ایک حرف پڑھو تو دس نیکیاں ملتی ہیں۔

سوال: کسی شخص کی اگر کسی وجہ سے شادی نہ ہو تو معاشرہ کے بعض لوگ اُسے کہتے ہیں کہ تمہارا جنازہ جائز نہیں۔ اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب: شریعت اسلامیہ میں ایسی کوئی بات نہیں پائی جاتی جس میں یہ کہا گیا ہو کہ جس کی شادی نہ ہو اُس کا جنازہ جائز نہیں۔ یہ لوگوں کا اپنا گھڑا ہوا' بیہودہ مسئلہ ہے۔

سوال: مغرب کی فرض نماز کے بعد امام صاحب صرف دو رکعت نماز روزانہ ادا کرتے ہیں۔ کیا یہ صحیح ہے؟

جواب: ہوسکتا ہے کہ مذکورہ امام صاحب بھی اپنے گھر جاکر دو نفل پڑھتے ہوں کہ مسئلہ کی رو سے نوافل گھر میں بھی جائز ہیں۔ اگر مذکورہ امام صاحب صرف دو سنتیں ہی پڑھتے ہیں تو نفلوں کے ثواب سے محروم ہیں لیکن اُن کی امامت میں نقص نہیں۔

سوال: اگر کپڑے کی دکان ہو تو دکان میں موجود کپڑا کی زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی یا اس کاروبار کے منافع پر زکوٰۃ دینا ہوگی؟

جواب: زکوٰۃ مال تجارت پر ہوتی ہے منافع پر نہیں۔ لہٰذا دکان میں جتنا مال موجود ہے۔ اس کی مالیت کا اندازہ لگا کر کل مالیت کے اڑھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ ادا کی جائے۔

سوال: کیا دکان، مشینری اور زمین کے پلاٹ پر زکوٰۃ لگتی ہے؟

جواب: جس دکان میں کاروبار کر رہے ہیں اُس دکان پر نہیں بلکہ اُس دکان میں جو مال تجارت ہوگا اُس پر زکوٰۃ ہے۔ اِسی طرح کارخانہ میں مشینری (جس کے ذریعے پرزہ جات وغیرہ بنتے ہیں) پر زکوٰۃ نہیں بلکہ اس مشینری سے تیار ہونے والے پرزہ جات وغیرہ پر زکوٰۃ ہے۔ یعنی جو چیز مال تجارت کی قبیل میں آتی ہے اُس پر زکوٰۃ ہے۔ اِسی طرح وہ پلاٹ جو مکان بنانے کے لیے رکھا ہے اُس پر بھی زکوٰۃ نہیں اگر بزنس کے لئے پلاٹ خرید رکھے ہیں تو اُن کی مالیت پر زکوٰۃ ہوگی۔

سوال: جو لڑکا اپنے باپ کو گالی دے اور لڑکے کی ماں بھی ساتھ دے۔ اُس لڑکے سے کیا سلوک کیا جائے؟

جواب: ایسا کرنے والے دونوں افراد بدبخت اور راندۂ درگاہ الٰہی ہیں انہیں توبہ کرنی چاہیے۔ اولاد کو وراثت سے عاق تو نہیں کیا جاسکتا مگر اولاد کو اپنی آخرت تباہ نہیں کرنی چاہیے نیز وہ عورت جو اپنے شوہر کو بُرا بھلا کہتی ہے انتہائی گھٹیا عورت ہے، اُسے بھی توبہ کرنی چاہیے۔ رسول کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے اگر اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ جائز ہوتا تو میں عورت کو کہتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

سوال: اگر کوئی آدمی ہمیں کہتا ہے کہ میں آپ کو ایک بات بتاتا ہوں کسی اور کو نہ بتانا۔ اگر کوئی تیسرا آدمی پوچھے کہ فلاں شخص نے تجھے کیا کہا تو کیا یہ کہنا چاہیے کہ مجھے علم نہیں یا کچھ اور؟

جواب: جواب میں یہ کہنا چاہیے کہ میں کسی کا راز نہیں بتا سکتا۔

سوال: کیا کسی شخص کو صرف محمد کے نام سے پکار سکتے ہیں؟

جواب: اگر کسی شخص کا نام محمد ہے تو اُس کو اُسی نام سے پکاریں

گے ہاں البتہ ایسے شخص کا نام ادب و احترام سے لینا چاہیے اُس کا نام لے کر گالی نہیں نکالنی چاہیے۔

سوال: بدعقیدہ کو کتا یا گدھا کہنا۔ کیا یہ عمل درست ہے؟

جواب: اگر کسی شخص کو کتا یا گدھا کہا جائے گا تو لازماً وہ بھی کتا یا گدھا کہے گا، نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد سے درس لینا چاہیے کہ جب کوئی کسی کے ماں باپ کو گالی دے گا تو جواباً وہ گالی دینے والے کے ماں باپ کو گالی دے گا۔ آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

سوال: کیا عورت کے نام کے ساتھ محمد یا علی کا نام لگا سکتے ہیں؟

جواب: اگر کسی عورت کا نام کنیز ہے تو اُس کا نام محمد کنیز نہیں رکھتے البتہ ہمارے معاشرے میں عورت اپنے نام کے ساتھ اپنے شوہر کا نام لکھ لیتی ہے جیسے طاہرہ سلیم وغیرہ۔

سوال: نماز جنازہ تو نماز ہے اور فرض کفایہ ہے لیکن اس کے بعد رسم قل، رسم چہلم ہوتی ہے۔ اسے رسم کیوں کہتے ہیں؟

جواب: عوام الناس کا کمال ہے کہ قل شریف کے ساتھ یا چہلم کے ساتھ رسم کا لفظ لگاتے ہیں۔ بلکہ کہنا چاہیے ختم قل شریف یا ختم چہلم یعنی قل شریف (سورۃ اخلاص) پڑھ کر ایصال ثواب کے لئے دعا کی جاتی ہے۔ ایسے ختم چہلم میں قرآن مجید اور دیگر کلمات طیبات پڑھ کر دُعا کی جاتی ہے۔ اصل مقصد فوت شدہ کے لئے دُعا واستغفار ہوتا ہے جو ہر فوت شدہ ایمان والے کے لیے جائز ہے۔

سوال: اگر کوئی شخص فرض نمازیں نہ پڑھے اور کسی متبرک رات کو کثرت سے نوافل پڑھے تو کیا اُس کے نوافل قبول ہو جائیں گے؟

جواب: علماء فرماتے ہیں کہ نوافل کا بجا لانا اور فرائض کو ترک کر دینا ایسے ہی جیسے کوئی اپنے قرض خواہ کو ہدیہ دے دے مگر اُس کا قرض ادا نہ کرے تو یہ ہدیہ ہرگز مقبول نہ ہوگا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جس کے نزدیک نوافل، فرائض کی نسبت اہم ہوں وہ دھوکا و فریب زدہ ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ دو چیزیں لوگوں کو ہلاک کر دینے والی ہیں۔ نفلی عبادات میں مشغول ہو کر فرائض کو ضائع کر دینا اور قلب کی موافقت کے بغیر ظاہری اعضاء کا عمل کرنا'' اِس کی مثال اُس شخص کی طرح ہے جسے بادشاہ اپنی خدمت میں بلائے'' یعنی اُس شخص کا حال جو فرائض ترک کر کے سنن و نوافل بجا لائے اُس کا حال اُس شخص کی طرح ہے جسے بادشاہ اپنی خدمت میں طلب کرے، اُس سے مراد وہ فرائض ہیں جن کا حکم اللہ تبارک وتعالیٰ نے دیا ہے جو علی الاطلاق حاکم و بادشاہ ہے اور وہ اِس اعلیٰ طریقے پر بندے کو بلاتا ہے ''پس وہ اِس طرف نہیں آتا'' یعنی وہ آدمی بادشاہ کی طرف نہیں آتا ''اور وہ بادشاہ کے ایسے امیر کے پاس کھڑا ہے جیسے اُس کا غلام اور خادم ہو''۔ یعنی وہ ایسے جاکر کے پاس کھڑا رہتا ہے جو بادشاہ کا غلام ہے اور اُس کے قبضہ وولایت میں ہے۔ وہ اُس کے تصرف اور قدرت کے تحت ہے، یہ اُن سنّن و نوافل کی مثال ہے جو رسول اللہ ﷺ (جو بارگاہِ خداوندی میں امیر اور خصوصی وزیر ہیں) کے طریقہ پر یا علماء کے استحباب پر (جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے غلام اور بندے ہیں) کے طریقہ پر عمل پیرا ہوتا ہے اگرچہ تمام پروردگار کے حکم سے ہے لیکن فرائض کی نسبت الزام وایجاب کی وجہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف کی جاتی ہے اور وہ سنن و نوافل جن کا درجہ یہ نہیں اُن کی نسبت رسول کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب واتباع کی طرف کر دی جاتی ہے۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''نوافل ادا کرنے والے کی مثال اُس شخص کی سی ہے جو نوافل ادا کرتا ہے حالانکہ اُس پر فرائض ہیں''۔ حالانکہ اُس کے ذمہ ایسے فرائض ہیں جنہیں اُس نے ادا نہیں کیا ''اُس حاملہ خاتون کی طرح ہے'' جس کی مدتِ حمل مکمل ہوگئی جب ولادت کا وقت آیا تو اُس نے بچے کو گرا دیا''۔ یعنی نا تمام بچے کو اُس نے جننے کے وقت گرا دیا۔ وجہ تشبیہ بے فائدہ تکلیف و مشقت اٹھانا ہے کیونکہ جب وہ نوافل عدمِ ادائیگی فرائض مقبول ہی نہیں تو وہ نمازی بے فائدہ مشقت اُٹھا رہا ہے جیسے کہ حاملہ خاتون نے کتنی طویل مدت تکلیف اُٹھائی مگر اس پر فائدہ (بقیہ ۳۷ پر)

www.seedharastah.com

جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور میں یوم آزادی کی تقریب

رپورٹ: علامہ بشیر احمد اویسی

ملک کے ممتاز عالم دین حضرت فیض احمد اویسی مدظلہ العالی کی سرپرستی میں بزم اویسیہ بہاولپور کے زیر اہتمام گزشتہ روز مرکزی دارالعلوم جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور میں یوم آزادی کی تقریب بڑے جوش وخروش سے منعقد کی گئی جس کی صدارت صاحبزادہ محمد عطاء الرسول اویسی نے کی۔ صبح آٹھ بجے جامعہ کے طلباء ومدرسین واراکین نے شہداء آزادی کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کی۔ تلاوت کلام پاک ونعت خوانی کے بعد مقررین نے تحریک آزادی کے اہم واقعات سے سامعین کو روشناس کرایا' جامعہ کے ناظم اعلیٰ محمد فیاض احمد اویسی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج کے دن ہم پاکستانی مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اُس نے ہمیں آزاد زندگی بسر کرنے کیلئے خطہ پاک ارض عطا فرمایا اور آج کے دن شہداء آزادی کا خون رنگ لایا۔ انہوں نے کہا کہ ہم شہیدانِ تحریکِ آزادی کو کبھی فراموش نہیں کرسکتے جنہوں نے اپنی عزیز جانیں قربان کرکے انگریز کے چنگل سے مسلمانوں کو آزاد کرایا۔

اس موقعہ پر صدرالمدرسین علامہ امیر احمد نوری نقشبندی نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کے حقیقی خیر خواہ وہی لوگ ہوسکتے ہیں جنہوں نے اپنے ہاتھ سے اسے پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے۔ آج جبکہ پاکستان کی نظریاتی سرحدیں خطرے میں ہیں' چاروں طرف سے وطنیت کا عفریت پھنکار رہا ہے کہ سواد اعظم اہل سنت کے وہی پیشوا رہنمائی کریں جنہوں نے اِس افسوں کو توڑ کر یہ ملک حاصل کیا۔ اِس وقت حجرہ نشینی وقت کی آواز سے اغماض ایک ملی ومذہبی جرم ہوگا۔ جامعہ کے فاضل علامہ عاشق مصطفیٰ قادری نے کہا کہ آج تاریخ پاکستان میں ہمارے مشائخ وعلماء کرام کی خدمات کو نظر انداز کردیا گیا ہے۔ حالانکہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی کے ہم مکتب علماء ومشائخ عظام کا بااثر طبقہ ہے جس نے دامے درمے سخنے قدمے پاکستان کے لئے کام کیا لاکھوں روپے چندہ دیا اور دن رات کا آرام حرام کیا۔ برصغیر کے کونے کونے میں پہنچ کر رائے عامہ کو ہموار کیا ہر قسم کی تکالیف برداشت کیں۔

اکابر تحریک پاکستان کا ذکر کرتے ہوئے ناظم تقریبات جامعہ صاحبزادہ ریاض احمد اویسی نے کہا سرحد میں پیر مانکی شریف پنجاب میں امیر شریعت سید جماعت علی شاہ صاحب علی پور اور سندھ میں پیر عبدالرحمٰن آف بھر چونڈوی اور شاہ مغفور القادری نے جو کارہائے نمایاں انجام دیئے اُس کو مسلمانوں کی مذہبی تاریخ میں کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ یہ قدآور شخصیات اور بلند ہستیاں اسی لئے طاق نسیاں کی نذر کی جارہی ہیں کہ قلم غیروں کے ہاتھوں میں ہے۔

آخر میں ہزاروں کتب کے مصنف عظیم روحانی پیشوا ممتاز عالم دین علامہ فیض احمد اویسی بانی جامعہ اویسیہ رضویہ نے اپنے پیغام میں کہا کہ ملت اسلامیہ پر جب بھی کوئی مشکل وقت آیا علماء ومشائخ عظام نے اُس کی رہنمائی کا فریضہ ادا کیا۔ دین کے فروغ ومفاد کی ہر کوشش میں اُن کی مساعی کا دخل رہا۔ اسلام اور اِس کے شعائر کے خلاف جب کسی نے ہرزہ سرائی کی تو ان کو مزاحم پایا۔ غیر ملکی تسلط سے ہندوستان کو آزاد کرانے کی جدوجہد ہو یا دین متین کا معمل کے طور پر ایک علیحدہ اسلامی مملکت کے حصول کی تحریک ہمارے مشائخ وعلماء کرام اور اُن کے لاکھوں عقیدت مندوں نے اپنے خون جگر سے اِس کو پروان چڑھایا ہے اور اِس کے ثمرات سے قوم کو متمع ہونے کا موقع فراہم کیا۔ ۱۸۵۷ء میں مجاہد کبیر علامہ فضل حق خیر آبادی' مفتی کفایت' مفتی عنایت' حق احمد کاکوری' مولانا امام بخش صہبائی' مولانا فیض احمد بدایونی' مولانا احمد اللہ شاہ مدراسی' سید وہاج الدین مراد آبادی' مولانا رضا علی بریلوی (رحمہم اللہ تعالیٰ) جیسے بے شمار رہنما اور اُن کے ارادت مندوں نے انگریز سامراج کا تختہ الٹنے کے لئے جو بیش بہا

قربانیاں دیں اُس کے بغیر جنگ آزادی کا تصور تک ممکن نہیں۔

تحریک پاکستان کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ تحریک پاکستان کا مرحلہ آیا تو بھی ہمارے اکابر علماء ومشائخ نے قوم کی رہنمائی میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا اور آزادی کی منزل حاصل کرنے کیلئے تن من دھن کی بازی لگادی۔ انہوں نے کہا کہ علامہ اقبال رحمہ اللہ تعالیٰ نے قیام پاکستان کا مطالبہ دسمبر ۱۹۳۰ء میں کیا۔ لیکن اس سے تقریباً چھ برس قبل اوائل ۱۹۲۵ء میں اِسی ضرورت کا احساس ''آل انڈیا سٹی کانفرنس'' مراد آباد کے اجلاس میں علماء ومشائخ نے دلایا۔ اِسی طرح مارچ ۱۹۴۰ء کو اقبال پارک لاہور میں مسلم لیگ کا تاریخی اجلاس ہوا جس میں قرارداد لاہور پاس ہوئی، یہی قرارداد بعد میں قرارداد پاکستان کے نام سے مشہور ہوئی۔ مسلم لیگ کے اجلاس میں ہمارے علماء ومشائخ کی طرف سے مولانا عبدالحامد بدایونی نے نمائندگی کی۔ قرارداد پاکستان کے اعلان کے ساتھ ہی ہمارے مشائخ وعلماء نے اپنی مساعی تیز کردی اور اپنی تمام تر توجہ تحریک پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے وقف کردی۔ تعلیمی اور مذہبی مدارس خانقاہوں اعراس کے مبارک موقعوں اور مذہبی جلسوں اور اپنے اخبارات اور رسائل الغرض ہر مقام سے پاکستان کا نعرہ بلند ہونے لگا۔

انہوں نے کہا کہ مشائخ وعلماء کرام نے تحریک پاکستان میں مثبت تاریخی کردار ادا کیا اور مخالفین پاکستان اور کانگریسی تحریک کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ اپنے پیغام کے آخر میں انہوں نے حکام بالا سے مطالبہ کیا کہ یوم آزادی ۱۴ اگست کی بجائے ۲۷ رمضان المبارک کومنانا چاہیے کیونکہ ہمارا ملک ۲۷ رمضان المبارک کو معرض وجود میں آیا۔ یہ بھی حسن اتفاق تھا کہ ایک طرف لیلۃ القدر کی برکتیں اور رحمتیں آرہی تھیں اور ایک طرف مسلمان اپنے وطن عزیز کی آزادی کی نوید مسرت سن رہے تھے۔ ہمارے حکمرانوں کو چاہئے کہ اسلامی تاریخ کا تقدس بحال رکھتے ہوئے ۲۷ رمضان المبارک کو یوم آزادی کا جشن منانے کا اہتمام کریں کیونکہ ہمارا ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا۔

آخر میں درود وسلام بحضور سرور کائنات ﷺ پیش کیا گیا اور صاحبزادہ محمد عطاء الرسول اویسی نے ملک پاکستان کی خیر وسلامتی کے لئے خصوصی دعا کی' اس طرح یہ قریب اختتام کو پہنچی۔

(صفحہ نمبر ۳۵ کا بقیہ)

بصورت اولاد مرتب نہ ہوا'' پس اب یہ حاملہ نہیں ہے''۔ کیونکہ مقصود فوت ہوگیا۔ ''نہ ہی یہ صاحبِ اولاد ہے'' کیونکہ حمل ساقط ہوگیا'' اِسی طرح وہ نمازی جب تک فرائض ادا نہیں کرے گا اللہ تبارک وتعالیٰ اُس کے نوافل قبول نہیں فرمائے گا'' تو جب تک نمازی فرائض بجانہیں لاتا، نہ اُس کے نوافل ہوں گے نہ فرائض۔ بے ادا فرائض کے نوافل ادا کرنے والے نمازی کی دوسری مثال یوں ہے جیسے کوئی تاجر بغیر سرمایہ کے نفع حاصل کرنا چاہے، لہٰذا فرمایا'' نمازی کی مثال تاجر کی طرح ہے''، یعنی مذکور مصلّی کا حال سوداگر کی طرح ہے'' اُسے تجارت میں نفع حاصل نہیں ہوتا''۔ یعنی اُسے سوداگری میں اُس وقت تک نفع نہیں ہوسکتا۔'' یہاں تک کہ وہ اپنا سرمایہ حاصل کرے'' جب تک کہ وہ سرمایہ نہیں لگائے گا اُسے نفع کیسے ہوگا؟'' اِسی طرح معاملہ ہے نوافل ادا کرنے والے نمازی کا، اُس کے نفل ادائیگی فرائض کے بغیر مقبول نہیں ہو سکتے کیونکہ نفل بمنزلہ نفع کے اور فرض بمنزلہ سرمایہ کے ہیں''۔